عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۸/ جمادی الثانی تا ۵/ رجب ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/ اگست ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۳۰-۳۱

قیمت: ۷ روپے

عبادت
آداب و تقاضے

دنیا کی حرص و طمع

مرزا قادیانی مراق سے دعوئ نبوت تک

غیبت کے تباہ کن اثرات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

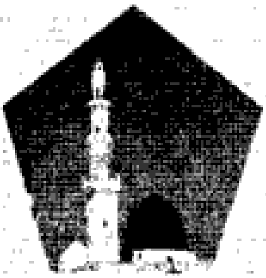
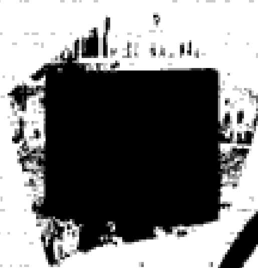

آپ کے مسائل

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

گناہ کی توبہ اور معافی:

س:.....ایک بچہ مسلمان گھر میں پیدا ہوتا ہے اور اسی گھر میں پل کر جوان ہوتا ہے۔ اس کے دل میں دین کی محبت بھی ہوتی ہے لیکن شیطان کے بہکانے پر گناہ بھی کر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ کبیرہ میں ملوث ہو جاتا ہے لیکن گناہ کبیرہ کرنے کے بعد اس کے دل کو سخت ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور سچی توبہ کر لیتا ہے۔ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں جبکہ اس کو شرعی سزا دنیا میں نہ دی جائے اور نہ اس کے اقبال جرم کے علاوہ گناہ کا کوئی ثبوت موجود ہو۔

ج:.....آدمی سچی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ گناہگار کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور کسی بندے کا حق اس سے متعلق نہ ہو اور کسی کو اس گناہ کا پتہ بھی نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کسی سے اس گناہ کا اظہار نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ و استغفار کرے۔

توبہ سے گناہ کبیرہ کی معافی:

س:.....کیا توبہ کرنے سے تمام کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟ اگر معاف ہو جاتے ہیں تو کیا قتل بھی معاف ہو جاتا ہے کیونکہ قتل کا تعلق حقوق العباد سے ہے؟ اس مسئلہ پر یہاں پر بعض مولانا صاحبان اس کے قائل ہیں کہ توبہ سے قتل بھی معاف ہو جاتا ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ قتل حقوق العباد میں سے ہے، حقوق اللہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں آپ وضاحت فرمائیں۔

ج:.....قتل ناحق ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے جن کو حدیث میں "ہلاک کرنے والے" فرمایا ہے، یہ حق اللہ بھی ہے اور حق العبد بھی، تاہم جس سے یہ کبیرہ گناہ سرزد ہو گیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور ہمیشہ مانگتا رہے۔ مگر چونکہ اس قتل سے حق العبد بھی متعلق ہے اس لئے مقتول کے وارثوں سے معاف کرانا بھی ضروری ہے۔

اپنے گناہوں کی سزا کی دعا کے بجائے معافی کی دعا مانگیں:

س:.....مجھ پر اپنے گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے جب بھی رقت طاری ہو جاتی ہے تو بے اختیار دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے سزا دیدے۔ کیا مجھے ایسی دعا کرنا چاہئے؟ یا یہ غلط ہے؟

ج:.....ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے بلکہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ خواہ میں کتنی گناہگار ہوں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ ان کی رحمت کا ایک چھینٹا دنیا بھر کے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ وہ مجھے گناہوں کی سزا دے، اس کے معنی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سزا کو برداشت کر سکتے ہیں۔ توبہ.....توبہ.....ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ معمولی تکلیف بھی نہیں برداشت کر سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے۔

بار بار توبہ اور گناہ کرنے والے کی بخشش:

س:.....آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کئی ایسے مسلمان بھی ہیں جو پنج وقتہ نماز قائم کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے صغیرہ کبیرہ گناہ کرتے ہیں، جن کو اسلام منع کرتا ہے اور پھر یہ لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور پھر دوبارہ وہی کام کرتے ہیں، جس سے توبہ کی تھی اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا جن میں، میں بذات خود بھی شامل ہوں، روز قیامت میں کیا حشر ہوگا؟

ج:.....گناہ تو ہرگز نہیں کرنا چاہئے ارادہ یہی ہونا چاہئے کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا، لیکن اگر ہو جائے تو توبہ ضرور کر لینی چاہئے۔ اگر خدانخواستہ دن میں ستر بار گناہ ہو جائے تو ہر بار توبہ بھی ضرور کرنی چاہئے، یہاں تک کہ آدمی کا خاتمہ توبہ پر ہو، ایسا شخص مغفور ہوگا۔

ہفت روزہ ختم نبوت

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

جلد ۲۴ شمارہ ۳۰/۳۱ ۲۰ تا ۲۶ رجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۵ء

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری — مولانا محمد اکرم طوفانی — مولانا اللہ وسایا

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کراچی
[illegible]
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
محمد ارشد محترم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا کامیاب انعقاد	(اداریہ)	4
عیادت: آداب و تقاضے	(مفتی احمد عبدالمجیب محمد پوری)	6
دنیا کی حرص و طمع	(مولانا ابوبکر غازی پوری)	9
غیبت کے تباہ کن اثرات	(مرتب: ابو یوسف)	13
مرزا قادیانی: مراق سے دعویٰ نبوت تک	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	18
عالمی خبروں پر ایک نظر		22

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۴۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۱۰۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۷۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک / ڈرافٹ "ہفت روزہ ختم نبوت" اکاؤنٹ نمبر 8-383 / اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jamia Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ!

بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا کامیاب انعقاد

الحمد للہ! بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس توقعات سے زیادہ کامیاب رہی۔ ۲۴/ جولائی کو منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں دنیا بھر سے علمائے کرام، اسکالرز، ممبران پارلیمنٹ، کونسلرز اور مندوبین نے شرکت کی۔ کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری محمد حنیف اور نعت رسول مقبولؐ پیش کرنے کی سعادت سید سلمان گیلانی اور حاجی محمد صادق (گلاسگو) کو حاصل ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے بے انتہا مخالفت کے باوجود اپنی ہمہ گیریت ثابت کردی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جو اسے دیگر ادیان سے ممتاز کرتا ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو آیات اور دو سو احادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کا نام نہیں بلکہ آپؐ کے بعد کسی دوسری شخصیت کو آپ کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ماننے سے انکار بھی عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ اسلام کی عالمگیریت کا راز عقیدۂ ختم نبوت میں مضمر ہے کیونکہ اس عقیدہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے نبی قرار پائے۔ اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر اعمال کی کوئی حیثیت نہیں۔ قادیانی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی امت کے متفقہ اسلامی عقائد کو قبول کرلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ مرزا غلام احمد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ قادیانیوں کے مذہبی پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی شروع میں خود اپنی تحریروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیا اور آپؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر قرار دیا جبکہ بعد میں خود نبوت کا دعویٰ کر دیا اس لئے قادیانی جماعت مرزا غلام احمد کو نبی قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکی ہے۔ ہم قادیانیوں کے علاوہ دیگر غیر مسلموں کے خلاف جلسے جلوس اس لئے منعقد نہیں کرتے کہ وہ اپنے غیر مسلم اپنے عقائد ونظریات کو اسلام قرار نہیں دیتے جبکہ قادیانی اپنے باطل عقائد ونظریات کو اسلام باور کرا کر گویا زمزم کی بوتل میں شراب پیش کرتے ہیں۔ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور ان کی توہین کی جس کی وجہ سے قادیانی امت مسلمہ سے جدا قرار پائے۔ قادیانیوں نے مغربی دنیا کے سامنے اسلام کے عقائد ونظریات کو مسخ کرکے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور جہاد کے حوالے سے غلط اور بے بنیاد نظریات کو فروغ دیا ہے۔ اسلام کسی مظلوم پر ظلم یا اس کے قتل عام کی کسی صورت اجازت نہیں دیتا۔ قادیانی اسلام کو بدنام کرنے سے باز آجائیں اور یورپی ممالک کو مسلمانوں کے بارے میں گمراہ کرنے سے یکسر اجتناب کریں۔ مغربی ممالک قادیانیوں کی اسلام دشمن پالیسی کا ادراک کرتے ہوئے ان کی سرپرستی کرنا اور انہیں سیاسی پناہ فراہم کرنا ترک کردیں۔ قادیانی جماعت ضد اور ہٹ دھرمی کا راستہ چھوڑ کر عقیدۂ ختم نبوت کو مان لے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینا قطعاً بے بنیاد ہے۔ قادیانیوں کے مذموم پروپیگنڈے کے زیر اثر اسلام، مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف منفی رپورٹیں شائع کی جارہی ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں خود دہشت گردی کروا کر اس کا الزام اسلام اور مسلمانوں پر تھوپ رہی ہیں۔ جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو سمجھنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ مسلمانوں پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات یکطرفہ اور بے بنیاد ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یورپ میں مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ اسلام کے پیغام کو سنجیدگی سے سمجھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ یورپ خود کو اسلام کے مطالعہ کے لئے تیار کرے۔ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قادیانی عقائد کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہ محمد رسول اللہ سمجھنے پر رکھی گئی ہے۔ مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۱ء میں اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں اپنے آپ کو محمد رسول اللہ قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے عیسیٰ مسیح اور امام مہدی ہونے کے دعوے غلط ثابت ہوئے۔ ختم نبوت کانفرنس کے سالانہ انعقاد کی وجہ

سے جرمنی، بیلجیم اور دیگر یورپی ممالک میں بڑی تعداد میں قادیانی مسلمان ہوئے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ مسلمانوں کی جان و روح کی مانند ہے جب تک اس کا تحفظ ہوتا رہے گا مسلمانوں کے ایمان میں حیات رہے گی۔ مسلمانوں کو قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ آج امت کے اوپر جو مشکل حالات ہیں یہ سب اسی قادیانی فتنہ کی سازشوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کے سدباب کی جتنا ضرورت آج ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ حکومت برطانیہ کو چاہئے کہ وہ برطانوی مسلمانوں کو پالیسی سازی میں نمائندگی دے تاکہ ان کا نقطہ نظر بھی سامنے آسکے۔ قادیانی زبردستی مسلمانوں کی سیٹوں پر قابض ہیں۔ بلاشبہ قادیانی نہ مسلمان ہیں اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ ہمیں قادیانی فتنہ سے امت کو اور اپنی نسلوں کو بچانا چاہئے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان کو اپنی اولاد کی دینی تربیت کریں اور انہیں صحیح اور غلط کی پہچان بتائیں۔ لندن میں ہونے والے بم دھماکے بلاشبہ دہشت گردوں کی کارروائی ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف سازش ہے۔ اس کی آڑ میں مسلمانوں کو متہم کرنا' انہیں ہراساں کرنا یا ان کو بدنام کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ بدترین زیادتی ہے۔ لہٰذا بلا تحقیق مسلمانوں پر اس کا الزام عائد نہ دیا جائے۔ حج و عمرہ کے فارموں میں عقیدہ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل حلف نامہ داخل کیا جائے تاکہ دنیا کے کسی کونے سے کوئی قادیانی چور دروازے اور دھوکہ دہی کے ذریعہ حرمین شریفین میں داخل ہو کر وہاں کا تقدس پامال نہ کرسکے۔ نزول عیسیٰ سے عقیدہ ختم نبوت حق الیقین سے ثابت ہوگا۔ دجال آئے گا مگر اس کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ ڈنمارک سمیت یورپ کے مختلف ممالک میں کافی قادیانی آباد ہیں۔ اس سے قبل مسلمانوں کو اس فتنہ کی سنگینی کا علم نہ تھا یہاں تک کہ مسلمان قادیانیوں کی عبادت گاہوں میں عبادت کرنے چلے جاتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مولانا منظور احمد الحسینی کی کوششوں سے آج ڈنمارک ہی نہیں بلکہ پورے یورپ کے لوگ اس فتنہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ مسلمانوں کو قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ ہم نے اپنے نبی کا تعارف کرانا چھوڑ دیا ہے ورنہ کسی بدبخت کو دعویٰ نبوت کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ کس قدر بدنصیبی ہے کہ لوگ نعوذ باللہ انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں اور ہم برداشت کر جاتے ہیں۔ امام مالکؒ سے کسی نے انبیاءؑ کو گالی دینے والے کی سزا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جس امت کے نبی کو گالی دی جائے اس کی زندگی اور حیات کا کیا فائدہ؟ ہم حکومت برطانیہ سے گزارش کریں گے کہ جو لوگ اسلام اور ملک کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں حکومت برطانیہ ان کا سختی سے نوٹس لے کیونکہ دنیا بھر کے علماء یہاں محبت پھیلانے آتے ہیں مگر یہ سازشی عناصر سازشیں کرتے ہیں اور نفرتیں پھیلاتے ہیں۔ ایمان و عقیدہ پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے باہمی اعتماد اور اتحاد و اتباع کی ضرورت ہے۔ بڑوں کو چھوٹوں کی سرپرستی اور چھوٹوں کو بڑوں کی اتباع کرنا چاہئے۔ نبی سچے اور معصوم ہوتے ہیں' مگر مرزا غلام احمد قادیانی ایسا کذاب شخص تھا کہ اس کے کرتوتوں کو بیان کرتے ہوئے شریف آدمی کو گھن آتی ہے۔ مرزائیت کا شجرہ خبیثہ ہندوستان میں اُگا مگر اسے استعمار نے بویا اور اُگایا۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ آپ سنیں گے کہ سعودی حکومت حج و عمرہ کے لئے جانے والوں کے عقیدہ ختم نبوت پر مشتمل حلف نامہ جاری کرے گی جسے پر کرکے ہی حرمین شریفین جایا جاسکے گا' اس طرح دنیا بھر سے کوئی قادیانی حرمین شریفین کے تقدس کو پامال نہیں کرسکے گا۔ پاکستانی پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ نکالا گیا مگر الحمدللہ مسلمانوں کی قربانیوں کی بدولت بحال ہوگیا۔ ختم نبوت کانفرنس کی برکت ہے کہ آج مسلمانان یورپ فتنہ قادیانیت سے آگاہ ہیں۔ برطانیہ بھر کے علماء و خطیب حضرات سے درخواست ہے کہ وہ تین ماہ بعد ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر خطاب کرنے کے لئے وقف کریں۔ برطانوی ممبر پارلیمنٹ خالد محمود نے کہا کہ برطانیہ میں پاس شدہ مذہبی منافرت کا بل مسلمانوں کے خلاف نہیں' میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ ایسا کوئی معاملہ ہوا تو میں مسلمانوں کی طرف سے بھرپور آواز اٹھاؤں گا۔ اس بل کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان اس بل کے پاس ہونے کے باوجود قادیانیوں اور دیگر غلط عقائد رکھنے والوں کے خلاف بھرپور آواز اٹھا سکیں گے۔ کانفرنس میں جو قراردادیں منظور کی گئیں' ان میں کہا گیا کہ اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو دہشت گردی اور تشدد کی نہیں بلکہ صلح صفائی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام اور مسلمان کسی کی جان و مال سے کھیلنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ اس لئے جو لوگ ناحق ظلم و تشدد اور قتل و غارت گری کے مرتکب ہوں اسلام نے ان کے خلاف سخت ترین کارروائی کا حکم دیا ہے۔ اس تناظر میں ہم اس بھرپور اور نمائندہ اجتماع کے ذریعہ اس کا اظہار اور اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے لندن بم دھماکوں کی یہ بدترین کارروائی کی ہے وہ لائق نفرین ہیں۔ ہم اس فعل کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ بلاشبہ ان کارروائیوں کے مرتکبین کو سخت سے سخت سزا دی جائے مگر اس کی آڑ میں مسلمانوں کو متہم کرنا' انہیں ہراساں کرنا یا ان کو بدنام کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ بدترین زیادتی ہے۔ لہٰذا بلا تحقیق مسلمانوں پر اس کا الزام عائد نہ دیا جائے۔ ہم اس اجتماع کی وساطت سے رابطہ عالم اسلامی سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنے آئندہ اجلاس میں سعودی حکومت کو پابند کرے کہ وہ حج و عمرہ کے فارموں عقیدہ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل حلف نامہ داخل کروائے تاکہ دنیا کے کسی کونے سے کوئی قادیانی چور دروازے اور دھوکہ دہی کے ذریعہ حرمین شریفین میں داخل ہو کر وہاں کا تقدس پامال نہ کرسکے۔ امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ شمارہ ڈبل کیا گیا ہے۔ قارئین اور ایجنسی ہولڈر نوٹ فرمالیں۔

عیادت کے آداب وتقاضے

صحت اور بیماری ہر مخلوق کے ساتھ لگی ہوئی ہے' روز اول ہی سے اللہ کا یہ قانون جاری ہے کہ ہر اچھی چیز کے ساتھ بری چیز کو بھی پیدا فرماتے رہے تاکہ بری چیز کو دیکھ کر اچھی چیز کی قدر سمجھ میں آئے' چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ صرف اچھی ہی اچھی چیزیں دنیا میں پیدا کی جاتیں تو پھر بری چیزوں کی قباحت سے واقفیت ممکن نہیں تھی' یا دنیا میں صرف خراب ہی خراب چیزیں پیدا کی جاتیں تو پھر اچھی چیزوں کی اچھائی کا اندازہ انتہائی مشکل اور شاید ناممکن سا تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے دو پہلو رکھے تاکہ بری کو دیکھ کر اچھی کی قدردانی اور شکر کا جذبہ پیدا ہو' اور اچھی کو دیکھ کر بری سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنے کا ذوق پیدا ہو۔

بیماری اور صحت کے تمام جانداروں میں دو رخ ہیں' چنانچہ انسان ہو یا حیوان' جب صحت اور عافیت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے تو خوش وخرم اور اطمینان کے ساتھ رہتا ہے' اس کے برخلاف مصیبت و پریشانی یا بیماری کسی پر آجاتی ہے تو اس کا سکون غارت ہو جاتا ہے اور وہ تکالیف سے نکلنے کی حتی المقدور کوشش و سعی بھی کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

ویسے بیماری ہو یا مصیبت' اس میں بھی بندہ کی بھلائی اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے' چنانچہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں' اس کو مصیبت میں مبتلا

کر دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ۱/۱۳۴)

تکلیف گناہوں کا کفارہ ہے:

تکلیف چھوٹی ہو یا بڑی' تکلیف ہی کہلاتی ہے اور تکلیف کا فائدہ گناہوں کا کفارہ ہے' چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو جب بھی کوئی مصیبت' مشقت' بیماری اور غم پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیتے ہیں' چاہے کانٹا ہی چبھ جائے۔ (بخاری ۷/۲

مفتی احمد عبدالحسیب تنویر قاسمی

مطبوعہ ریاض) نیز ایک اور حدیث میں فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو کیونکہ بخار انسان کے گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ ۱/۱۳۵)

جس پر بیماری آتی ہے' چاہئے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے' گناہوں پر ندامت سے توبہ کرے' اس لئے کہ رجوع الی اللہ سے اللہ تعالیٰ مصائب کو دور فرما دیتے ہیں' کسی پر بیماری یا اور کوئی آفت ومصیبت آجاتی ہے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے' اس پریشانی کے دفعیہ کے لئے جس پر مصیبت یا بیماری آپہنچی اس کے دوست احباب' رشتہ دار' اعزہ واقربا کو حکم دیا گیا کہ تم اس کے پاس جاؤ اور اس کی ہمت کا سامان بن جاؤ' اس کو حوصلہ دلاؤ' اس کی خیریت دریافت کرو' مریض سے کچھ ہنسی خوشی کے بول کہہ کر اس کو مطمئن کرو (مشکوٰۃ ۱/۱۳۷) اس کو "عیادت" کرنا کہتے ہیں جس کے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

عیادت کا حکم آنحضرت ﷺ نے دیا:

سیدنا براء بن عازبؓ فرماتے ہیں' ایک لمبی اور طویل حدیث ہے جس میں آپؐ نے سات کاموں کے متعلق ہم کو حکم دیا' منجملہ ان سات کے ایک مریض کی عیادت کرنا بھی ہے۔ (بخاری ۷/۳ مطبوعہ ریاض)

ایک اور حدیث میں تو ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق سے متعلق فرمایا کہ کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں پر مریض مسلمان کی عیادت لازم ہے' یعنی صحت مند مسلمانوں کا حق ہے کہ بیمار مسلمان کی عیادت کریں۔

اس حدیث میں لفظ حق استعمال ہوا ہے' عوام میں بالخصوص مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جو حق ہوتا ہے اس کو کسی بھی صورت میں حاصل کیا جائے یا حق حاصل کرنے کے لئے کچھ خرچ کرنے کی ضرورت بھی پڑ جائے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے یا حق حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ ٹھیک ہے حق کو حاصل کرنا اچھا ہے مگر یہ (عیادت) سستا' آسان اور بغیر خرچ کے نفع دینے والا حق ہے اور اس کو نبی رحمت ﷺ نے حق شمار کروایا ہے' اس کے حاصل کرنے

میں پیچھے رہنا کیسی نادانی ہے؟

ہمارا معاشرہ:

ہمارے معاشرہ میں عیادت کو ثواب سمجھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ دنیاوی مفادات اور اغراض کو عیادت کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے چنانچہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے چاہے وہ منصب میں ہو عہدہ میں ہو مال و دولت میں ہو یا اور کسی چیز میں ہو بیماری چاہے چھوٹی ہی کیوں نہ ہو عیادت کو آنے والوں کا تانتا بندھ جاتا ہے ایک سلسلہ چلتا ہے صبح ہوتی ہے اور شام ہوتی ہے مگر آنے والوں کی کمی نہیں ہوتی چونکہ دنیاوی غرض وابستہ ہے اس لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور بے چارہ غریب جس کے پاس علاج کے لئے انتظام نہیں رہتا دوائی کی خریداری کو برداشت نہیں کر سکتا دوا خانوں کے غیر معمولی اخراجات کو برداشت کرنے کی جس میں سکت اور قدرت نہیں ہوتی اس کی عیادت کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا ان کے اخراجات پورے نہیں تو کچھ تو برداشت کئے جاسکتے ہیں امراء کے پاس میوہ اور نہ جانے کیا کیا چیزیں پہنچائی جاتی ہیں ان بے چارے غریبوں کا کوئی پرسان حال ہی نہیں ہوتا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امیر اور غریب کا فرق ذرہ برابر نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تو ایسے نرالے اور پسندیدہ تھے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے قائل ہیں۔

اپنے سے چھوٹوں کی عیادت:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی غلام (نوکر) جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے کچھ دیر بعد یہودی غلام سے فرمایا اسلام قبول کر لے اس نے اپنے والد کو دیکھا جو اس کے پاس تھے باپ نے (آپ کے اخلاق پر فدا ہو کر) کہا: ابوالقاسم (یعنی آپ) کی بات مان لے چنانچہ اس یہودی غلام نے اسلام قبول کر لیا۔

اس حدیث میں غور طلب امر یہ ہے کہ ایک غلام جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے بنفس نفیس تشریف لے گئے جس کا اس کے باپ پر اثر ہوا خود یہودیت پر رہتے ہوئے اپنے بیٹے کو حکم دیتا ہے کہ ابوالقاسم تیرے خیر خواہ ہیں یہ جو کہتے ہیں اس میں تیری خیر ہے اس کو مان لے چنانچہ اس یہودی غلام نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے مریض کے قریب پہنچ کر یہ دعا پڑھی: "لا باس طهور ان شاء الله." (مشکوٰۃ ۱/۱۳۴)

اس حدیث پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتی جس کو کوئی خاص مقام نہیں دیا جاتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اس کے پاس پہنچ کر عیادت فرمائی یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ عیادت کے لئے مرتبہ اور منصب نہیں دیکھنا چاہئے اس لئے کہ عیادت دراصل تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے چنانچہ جو شخص اللہ کا مقرب بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام مسائل حل فرماتے ہیں۔

عیادت کا بدلہ:

عیادت کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان عیادت کے لئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اس عمل کے عوض میں) عیادت کو جانے والے مسلمان کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کے بقدر دور فرما دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ۱/۱۳۵)

ایک اور حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کے وقت جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان رات کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو صبح ہونے تک رحمت و مغفرت کے ستر ہزار فرشتے عیادت کو جانے والے کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کے لئے جنت میں ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ۱/۱۳۵)

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کے بارے میں جو کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ تیرے لئے دنیا اور آخرت میں بھلائی ہو اور تیرا مریض کے پاس آنا مبارک ہو اور تجھ کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب ہو۔ (مشکوٰۃ ۱/۱۳۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے اور جب تک اس مریض کے پاس رہتا ہے گویا وہ رحمت کے دریا میں داخل رہتا ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو دریائے رحمت میں غوطہ لگا رہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۳۸)

مندرجہ بالا احادیث کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیادت کا فائدہ دراصل عیادت کرنے والے ہی کو ہوتا ہے اس لئے عیادت (جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق

کے عنوان سے بیان فرمایا ہے) کو باعث ثواب و اجر سمجھ کر کرنا چاہئے۔

مریض سے دعا کروانا:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی تم کسی مریض کی عیادت کے لئے پہنچو تو مریض سے دعا کی درخواست کرو اس لئے کہ مریض کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۳/۱۳۸)

اس حدیث میں فرشتے کی دعا کے برابر کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے جب بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں کی دعا کو رد نہیں فرماتے' اس لئے کہ فرشتوں کی صفت ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ (سورۃ تحریم) اسی طرح مریض بھی بیماری کی حالت میں گناہوں کے دھلتے رہنے کی وجہ سے گویا فرشتوں جیسا مقام رکھتے ہیں' اس لئے مریض کے پاس پہنچ کر دعا کی درخواست کرنے کا حکم دیا گیا۔

عیادت مختصر اور مفید ہونی چاہئے:

چونکہ عیادت سے بیمار کو سکون اور راحت ملتی ہے' اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ میرے خیر خواہ اور چاہنے والے اب بھی ہیں' چنانچہ وہ بیماری سے صحت کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے' مگر ہر عیادت سے اطمینان اور سکون نہیں ہوتا' بعض مرتبہ لوگ ایسی عیادت کرتے ہیں کہ بیمار اکتا جاتا ہے اور عیادت سے مریض کو غیر معمولی تکلیف ہو جاتی ہے' اس لئے عیادت کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ مریض کے پاس کم بیٹھے اور شور نہ کرے' چونکہ مریض کے مزاج کو اور طبیعت کو دیکھے بغیر لوگ دیر تک عیادت کرتے ہیں' مریض کی اپنی حاجت (استنجاء بیت الخلاء سے فارغ ہونا یا اور کوئی ضرورت ہو سکتی ہے) اس لئے فرمایا: افضل عیادت وہی ہے جس میں جلد کھڑا ہونا پایا جائے۔ (مشکوٰۃ ۱۳/۱۳۸)

جلدی کھڑے ہونے کا مطلب:

عیادت کے لئے مریض کے پاس پہنچ کر اس کی خیریت معلوم کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کے پاس پہنچتے تو "اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک" سات مرتبہ پڑھتے اور مریض پر دم کرتے' نیز اس دعا کی فضیلت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کی موت کا وقت آ گیا' الگ بات ہے ورنہ اس دعا سے اللہ اس بیمار کو ہر بیماری سے صحت عطا فرمائیں گے' آپ "لا باس طھور انشاء اللہ" پڑھا کرتے تھے' یعنی اس بیماری سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے' پڑھ کر جلدی سے بیمار کے پاس سے نکل جانا چاہئے تاکہ بیمار اپنی دیگر ضروریات میں مصروف ہو سکے' اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من عاد منکم فلیخفف" جب تم کسی کی عیادت کرنے جاؤ تو ہلکی پھلکی عیادت کرو۔ (الحدیث)

ابن مبارکؒ کا ایک عجیب واقعہ:

سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ بڑے پایہ کے عالم دین اور بزرگ تھے' آپ کا حلقہ بھی بڑا وسیع تھا' چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ بیمار ہو گئے' عیادت کے لئے آنے والے افراد کا سلسلہ جاری تھا' لوگ آتے' خیریت دریافت کرتے اور واپس چلے جاتے' ایک شخص عیادت کی نیت سے پہنچا اور جانے کا نام ہی نہیں لیا' اس کے موجود ہونے سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو تکلیف ہو رہی تھی تو "عقلمند کو اشارہ کافی" کے محاورہ کے اعتبار سے حضرت نے فرمایا کہ بیماری الگ تکلیف تھی' عیادت کو آنے والوں کی تکلیف الگ ہے' نہ وقت دیکھتے ہیں اور نہ موقع دیکھتے ہیں (حقیقت میں اس نادان کو بھگانا تھا مگر وہ سمجھتا ہی نہیں تھا) اتنے میں اس شخص نے کہا کہ حضرت بات صحیح ہے' کیا دروازہ بند کر دوں؟ حضرت نے اشارہ کنایہ کو چھوڑ کر صراحت کے ساتھ فرمایا: ہاں! باہر چلے جاؤ اور باہر سے دروازہ بند کر لو۔ (ماخوذ از اصلاحی خطبات ۱/۱۶۳)

اگر مریض بٹھائے تو اجازت ہے:

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیمار کے پاس عیادت کو آنے والے افراد میں مخصوص دوست و احباب بھی آتے ہیں اور بیمار ان کی آمد پر نہ صرف خوش ہوتا ہے بلکہ ان کو اپنے پاس بٹھانا چاہتا ہے' ایسی صورت میں اجازت ہے کہ عیادت کرنے والا مریض کی دل جوئی کی خاطر بیٹھ جائے' چنانچہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے والد بزرگوار حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میاں اصغر حسینؒ کے پاس عیادت کے لئے گئے اور "افضل العیادۃ سرعۃ القیام" (افضل عیادت جلد کھڑا ہونا ہے) پر عمل کرتے ہوئے جلدی سے عیادت کی اور نکلنے لگے' تو حضرت میاں اصغر حسینؒ نے فرمایا: "من عاد منکم فلیخفف" (تم میں سے کوئی عیادت کے لئے جائے تو ہلکی پھلکی عیادت کرے) میرے ہی سے پڑھے تھے اور مجھ کو ہی اس کے لئے تختۂ مشق بنا رہے ہو' پھر فرمایا کہ اگر مریض کو سکون اور راحت ملتی ہے تو بیٹھنے کی اجازت ہے اور پھر فرمایا کہ آرام سے بیٹھ جاؤ۔ (ماخوذ از اصلاحی خطبات ۶/۱۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ جب بھی کسی کے بیمار ہونے کی اطلاع ملے تو مریض کی عیادت کر کے نہ صرف مریض کو فائدہ پہنچائے بلکہ اپنے اخروی اجر و ثواب میں بھی اضافہ کروائے' حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے عمل سے باہمی تعلقات استوار ہوتے ہیں اور محبت و انسیت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

☆☆......☆☆

دنیا کی حرص و طمع

مولانا ابوبکر غازی پوری

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ بات واشگاف ہوتی ہے کہ دنیا کی اتنی طلب اور اس کی اتنی حرص جو انسان کو آخرت سے غافل کردے اور اس کو دنیا کا غلام بنادے بڑی مذموم اور بُری چیز ہے۔ یہ بھی ہے کہ اسلام دنیا سے بالکل بے تعلق ہونے کی دعوت نہیں دیتا بلکہ اس کی تعلیم تو یہ ہے کہ زمین میں پھرو اور اللہ کے فضل ونعمت کو حاصل کرو۔

قرآن پاک میں جگہ جگہ انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ہے‘ یہ انفاق بلا کسب مال کے کیسے ہوسکتا ہے؟ فقراء‘ مساکین‘ یتامیٰ‘ بے کسوں اور لاچاروں کی امداد و اعانت بہترین عمل ہے‘ اس کے لئے ضرورت ہے کہ انسان کے پاس پیسہ ہو۔ اس لئے جائز طریقہ پر مال حاصل کرنا ضروری ہے۔ قرآن واحادیث میں ہمیں اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں خود صحابہؓ کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں ایک جماعت تھی جس کا شمار اونچے درجہ کے مالداروں میں ہوتا تھا‘ حضرت عثمانؓ عرب کے مشہور تاجر تھے‘ حضرت ابوبکرؓ کی ابتدائی زندگی میں امیرانہ جاہ وشکوہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس جو دولت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو اسی اسی ہزار درہم ملے تھے۔ (جامع بیان العلم ص۱۴۰ ج۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا جب انتقال ہوا تو ان کے پاس ستر ہزار درہم تھے‘ اسی طرح تابعین میں ایک بڑا طبقہ مالداروں کا تھا‘ ائمہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ثروت و مالداری زبان زد عوام ہے۔ فقیہ مصر امام لیث زبردست تاجر تھے‘ حضرت عبداللہ بن مبارک کا لقب ہی ”التاجر السفار“ پڑ گیا تھا۔ حضرت امام وکیعؒ ایک لاکھ سے کاروبار کیا کرتے تھے۔

غرض صحابہ کرامؓ سے لے کر تابعین اور تبع تابعین تک جو خیر القرون کا زمانہ تھا اور دین کا گھر گھر چرچا تھا اور عہد نبوت سے قریب تھا‘ ہر شخص کے دل میں دین کا سودا تھا اس وقت بھی کسی نے مال و دولت کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا‘ اور دنیا سے انقطاع کی دعوت نہیں دی اور بلاوجہ فقروفاقہ کی زندگی کو اختیار نہیں کیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقروفاقہ سے پناہ طلب کی ہے اور امت کو اسی کی تعلیم دی ہے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے:

”اللھم انا نعوذبک من الفقر والفاقہ والقلۃ والذلۃ.“

(جامع بیان العلم ج۲ ص۱۶)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیرے ذریعہ محتاجی اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں اور مال کی کمی اور ذلت سے پناہ مانگتا ہوں۔“

کبھی آپ دعا میں کہتے:

”اللھم انی اسئلک الھدیٰ والتقیٰ والعفۃ والغنا“

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت‘ پرہیزگاری‘ پاکدامنی اور غنا کا خواستگار ہوں۔“

ایک حدیث میں فرمایا گیا:

”جس شخص کو اخلاص اور اللہ کی بلاشرکت غیر عبادت اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی بنا پر رزق عطا کیا گیا تو اس کا انتقال اس حال میں ہوگا کہ اللہ اس سے راضی رہے گا۔“

اور ابوقلابہ فرماتے ہیں:

”لا تضر کم الدنیا اذا شکر تم اللہ“

ترجمہ: ”تم نے اگر اللہ کا شکر ادا کیا تو دنیا تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔“

غرض نیت خالص کے ساتھ‘ اللہ کی رضاجوئی کے لئے‘ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے‘ اہل حاجت کی اعانت ودستگیری کے لئے دنیا کا حاصل کرنا اور مال و دولت کا جمع کرنا کبھی بھی مذموم نہیں رہا ہے اور نہ شریعت نے اس سے روکا ہے بلکہ بسا اوقات نفل عبادتوں پر طلب رزق کا مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اہل وعیال کی پرورش انسان کا فریضہ ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی نفلی عبادتوں سے کہیں اہم ہے۔

بہرحال اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسلام دنیا سے الگ ہوکر زندگی گزارنے کی دعوت نہیں دیتا ہے اور نہ کسب مال اس کے نزدیک فی نفسہٖ برا عمل ہے بلکہ جو چیز اسلام کی نگاہ میں بری ہے اور جس کی وجہ سے دنیا اور اہل دنیا کی مذمت کی جاتی ہے وہ دنیا کا حد سے زیادہ لالچ اور حرص ہے جو انسان کو آخرت سے غافل بنا دیتی ہے اور انسان دنیا میں پھنس کر اپنے پیدا کرنے والے کو بھلا بیٹھتا ہے آخرت سے اس کا رشتہ کمزور ہوجاتا ہے اسے دن رات صرف پیسہ کمانے اور دولت جمع کرنے کی فکر رہتی ہے خواہ یہ دولت کسی طریقہ سے بھی حاصل ہوتی رہے وہ فرائض و واجبات کا بھی تارک بن جاتا ہے مال کی حرص اس کو بے چین اور پراگندہ خاطر بنائے رکھتی ہے دوسروں کی دولت کو دیکھ کر اس میں حسد و طمع کا عارضہ پیدا ہوتا ہے اور ناشکری کے جذبات پرورش پاتے ہیں وہ اپنے مال کو غلط جگہ پر لگاتا ہے اور اپنے سے کم مال والے کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے دین و شریعت کا اس کی نگاہ میں کوئی وزن نہیں رہتا۔

غرض جب حرص و آز اس درجہ کو پہنچ جائے اور دنیا اس درجہ مطلوب ہوجائے کہ شرعی قوانین و اخلاق کی بھی انسان پرواہ نہ کرے اور انسان اللہ کا بندہ ہونے کے بجائے روپے پیسے کا بندہ بن جائے تو بلاشبہ ایسے شخص کے لئے کتاب و سنت میں سخت وعید ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

”جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“

سورۂ یونس میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ انسان کی اگر یہی خواہش ہے کہ اسے دنیا حاصل ہوجائے تو اسے دنیا دے دی جاتی ہے مگر ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے فرمایا گیا:

”جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے ہم اس کے اعمال کا بدلہ بلا کسی کمی کے دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں سوائے آگ کے انہوں نے جو کچھ کیا سب اکارت گیا اور وہ جو کچھ کررہے ہیں وہ باطل ہے۔“

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا:

”دنیا کی زندگی دراصل دھوکہ کی پونجی ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔“

ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا:

”دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ شیطان تم کو اللہ کے بارے میں دھوکے میں رکھے۔“

یہ دولت کے جمع کرنے والے بیشتر وہ ہوتے ہیں جنہیں نہ دین کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ انسانی اخلاق کی وہ اپنے کو ہر قانون سے بالاتر سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جو کمایا ہے یہ ان کی عقل و دانش اور سعی و عمل کا فیض ہے وہ اس دولت کو اپنے لئے رحمت سمجھتے ہیں اور ان کے تمرد سرکشی اور ناشکری اور کفران نعمت کے باوجود بھی جو ان کے پاس دنیا کھنچی آرہی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خدا ان سے راضی ہے حالانکہ ان کی اس سرکشی اور کفران نعمت کے بعد بھی دنیا نے جو ان پر اپنا دروازہ کھول دیا ہے یہ خدا کا عذاب ہے یہ فتنہ اور آزمائش ہے جس کا انہیں اپنی غفلت بے پروائی اور آخرت فراموشی کی وجہ سے ادراک نہیں ہوپاتا یہ عذاب کی دوری ہے جس میں ہر آنے والے دن وہ کستے چلے جارہے ہیں۔ قرآن کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر فرمایا گیا:

”آپ اس چیز کی طرف نگاہ نہ کریں جو ہم نے ان کافروں میں سے کچھ کو اس دنیا میں فائدہ اٹھانے کے لئے دے رکھی ہے یہ محض دنیا کی رونق ہے ہم ان کو آزمانا چاہتے ہیں آپ کے رب کا رزق زیادہ بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۔“

بہرحال یہ سمجھ لینا کہ معصیت اور حقوق ناشناسی کے باوجود مال و دولت کی کثرت اور آرام و راحت کی زندگی جو ہمیں حاصل ہے یہ خدا کا فضل ہے یہ نفس کا فریب اور شیطان کا دھوکہ ہے۔ آخرت کو نظر انداز کرکے اور خدا سے غافل ہوکر زندگی گزارنے والا شخص بہرحال اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ دیر یا سویر اس کو اپنی اس غفلت اور آخرت فراموشی کا مزہ چکھنا ہے بلکہ بسا اوقات اس کی یہ دولت خود اس کے لئے عذاب بن جاتی ہے اور وہ اس دنیا ہی میں اس عذاب کا مزہ چکھ لیتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ عذاب آسمانی عذاب کی طرح کوئی عذاب ہو بلکہ یہ بھی اللہ کا زبردست عذاب ہے کہ انسان سے خیر و شر کی تمیز اٹھ جائے اس کی سرکشی اور اللہ سے بغاوت بڑھتی جائے گمراہی و شقاوت کی تہہ دبیز سے دبیز تر ہوتی چلی جائے حرص و طمع کی وجہ سے وہ لوگوں میں بدنام اور حقیر ہو اس کی اولاد نافرمان ہو ذہن کا سکون اور قلب کا اطمینان غائب رہے یہ ساری شکلیں عذاب ہی کی ہیں اور شاید ہی کوئی بندۂ دنیا ایسا ہوگا جس کے ساتھ عذاب کی ان شکلوں میں سے کوئی شکل نہ پائی جاتی ہو۔

نیز جب مال و زر کی کثرت ہوتی ہے اور انسان شرعی و اخلاقی قیود سے آزاد رہتا ہے تو عموماً اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں جس سے پورا معاشرہ گندہ ہوتا ہے۔ چوری زنا قتل و غارتگری بغض و عداوت حسد و طمع وغیرہ سینکڑوں بیماریاں ہر روز جنم لیتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر درہم و دینار اور سونے چاندی کے دروازے کھول دیتے ہیں تو اس قوم میں قتل و خونریزی اور رشتہ داروں سے قطع تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔" (جامع بیان العلم ص ۱۱ ج ۲)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا:

دنیا سے بے رغبتی قلب کو آرام پہنچاتی ہے اور دنیا کی خواہش رنج و غم کو زیادہ کرتی ہے۔ (الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۸)

ان احادیث و آیات سے معلوم ہوا کہ مال و دولت جس طرح انسان کی راحت و آرام کا باعث ہے، اسی طرح جب انسان کی حرص و طمع بڑھ جائے، دوسروں کے حقوق پامال ہونے لگیں اور انسان کی نگاہ میں دنیا اور دنیا کی چمک دمک ہی سب کچھ ہوجائے تو یہی مال اس کے لئے لعنت اور عذاب بن جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے:

"جب تم دیکھو کہ اللہ کسی کو دنیا دے رہا ہے اور وہ انسان معاصی میں پڑا ہوا ہے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل دی گئی ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا:

"چھ چیزیں انسان کے عمل کو ضائع کردیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب میں لگنا، (۲) دل میں قساوت کا ہونا، (۳) دنیا کی محبت میں پڑنا، (۴) حیا کا کم ہونا، (۵) بڑی امیدیں رکھنا، (۶) ظلم سے باز نہ رہنا۔" (جامع الصغیر ص ۱۹ ج ۲)

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی حرص وہوس انسان سے جواں مردی کے اوصاف ختم کردیتی ہے اور اس کو بزدل بنادیتی ہے، لوگوں کے دل سے اس کی ہیبت ختم ہوجاتی ہے، اور ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اذا عظمت امتی الدنیا نزعت منها هيبة الاسلام"

ترجمہ: "جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اس سے اسلام کی ہیبت چھین لی جائے گی۔"

آج مسلمانوں کی حالت پر غور کرو اور دیکھو، کس طرح یہ حدیث ان پر حرف بحرف صادق آرہی ہے۔ دنیا کمانے کی فکر، مال و متاع اور عیش و تنعم کی خواہش نے ان کو آخرت سے غافل کردیا ہے، دنیا کو اس نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے، اور اس دنیا کے سامنے اسے آخرت کی زندگی کی کوئی فکر نہیں ہے، دنیا کی چمک دمک نے اس کی نگاہ کو خیرہ کردیا ہے اور آج مسلمان اسلامی اخلاق و کردار کو پامال کرتے ہوئے ہر طرح دنیا کما رہا ہے، جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی اسے قطعاً پروا نہیں ہے، لیکن کیا مال و دولت کی کثرت کے باوجود بھی انہیں عزت و آبرو کا وہ مقام حاصل ہوسکا جو ایک باغیرت قوم کے لئے باعث افتخار ہوا کرتا ہے؟

اسلامی ملکوں کو دیکھو، ان کی زمین سے دولت کا چشمہ ابل رہا ہے، عیش و تنعم کے سارے اسباب مہیا ہیں اور ان کا معیار زندگی بلند سے بلند تر ہو رہا ہے لیکن کیا اس زندگی سے ان کی وہ ہیبت و شان بھی باقی ہے جس سے قیصر و کسریٰ کے محلات لرزتے تھے؟ کیا آج بھی وہی مسلمان ہیں جن کے نام سے قصر باطل میں زلزلہ پیدا ہوتا تھا؟ آج تو دولت کی اس ریل پیل کے باوجود آبرو کی زندگی سے بھی امت مسلمہ محروم ہے اور اس کی عظمت گزشتہ کا ہلکا سا نشان بھی باقی نظر نہیں آتا۔

دنیا کمانے کا جذبہ جب انسان میں حد سے فزوں ہوجاتا ہے تو اس کا دل ہر وقت دنیا کے افکار میں گھرا رہتا ہے، اس سے اس کا اطمینان رخصت ہوجاتا ہے اور اگر کبھی اس کی تجارت فیل ہوگئی یا اس میں نقصان پیدا ہوگیا یا اسے اور کسی مادی خسارے سے دوچار ہونا پڑا تو اس کی راتوں کی نیند حرام ہوجاتی ہے اور غم سے نڈھال ہوجاتا ہے، یہ دن رات کا مشاہدہ ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا:

"دنیا ملعون اور دنیا کی ہر چیز ملعون ہے، سوائے اس حصہ کے جو اللہ کے لئے ہو (یعنی جو کام اللہ کے لئے دنیا میں رہ کر کیا جائے، وہ تو مقبول ہے، اس کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ سب خیر سے خالی ہے)۔"

دنیا انسان کے لئے امتحان ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مختلف چیزوں سے سجا کر اور اس میں عیش و تنعم کا ہر طرح کا سامان پیدا کرکے اپنے بندہ کو آزمانا چاہتا ہے کہ میرا بندہ دنیا کی ان تماشی چیزوں کو دیکھ کر اور اس میں رہ کر مجھے یاد رکھتا ہے یا دنیا کی اس چمک دمک سے متاثر ہوکر مجھ سے غافل ہوجاتا ہے اور میرے احکام سے آنکھ بند کرکے اور میرے مقرر کردہ ضابطۂ حیات سے بے پروا ہوکر زندگی گزارتا ہے، اسی بات کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

"دنیا بہترین سرسبز و شاداب جگہ ہے اور اللہ اس میں تم کو پیدا کرکے دیکھنا چاہتا ہے کہ تم لوگ کیسے عمل کرتے ہو۔"

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا:

"دنیا مؤمنین کے لئے قید خانہ ہے اور کافروں کے لئے جنت ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان آخرت پر

ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہاں کی زندگی چند روزہ ہے' یہ گھر دار قرار نہیں بلکہ دار فرار ہے' وہ اس دنیا سے اس طرح گھبراتا ہے جس طرح قیدی قید خانہ سے' قیدی کو قید خانہ میں آرام وراحت کا کتنا بھی سامان مہیا ہو وہ چاہتا ہے کہ جلد از جلد یہاں سے نکلے' اسی طرح مومن کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ مطمح نظر دنیا کو نہیں بلکہ آخرت کو بناتا ہے اور اس گھر میں منتقل ہونے کے لئے بے چین رہتا ہے' دنیا کی آرائش و زیبائش اسے بالکل نہیں بھاتی' بخلاف کافر کے کہ وہ دنیا ہی کو دار اصلی سمجھتا ہے' اس کے پیش نظر صرف یہی زندگی رہتی ہے' اس لئے وہ یہاں رہ کر اپنے لئے زیادہ سے زیادہ عیش وراحت کا سامان جمع کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ:

''جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کا سب سے بڑا مقصد دنیا ہی ہو' تو اللہ کے یہاں اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں چار چیزیں پیدا کردیتا ہے جو اس کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہیں: (۱) غم جس سے اس کو کبھی چھٹکارا نہیں رہتا' (۲) مشغولیت جس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا' (۳) فقر کہ وہ کبھی غنا کو پہنچ ہی نہیں پاتا (۴) امید کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوتی ہے۔'' (احیا العلوم ص ۲۰۷ ج ۳)

اہل دنیا کی زندگی کا جائزہ لو اور پھر دیکھو کہ جو چار چیزیں اس حدیث میں بیان کی گئی ہیں' کیا ان کی زندگی اور زندگی کے شب وروز اس حدیث کی حقانیت و صداقت کا کھلا اعلان نہیں کررہے ہیں؟ کیا مال و دولت کی کثرت نے ان کو فکر وغم سے نجات بخش دی ہے؟ کیا ایک ایک پیسہ کے لئے اب بھی وہ تگ و دو نہیں کررہے ہیں؟ کیا ان کی تمنائیں و آرزوئیں پوری ہوگئیں؟ سکون وراحت کا کوئی لمحہ انہیں میسر ہے؟ سچ ہے کہ دنیا میں پڑ کر دنیا کے چکر سے نکلنا بڑا دشوار امر ہے' یہاں ہر روز ایک نئی خواہش ابھرتی ہے اور جنم لیتی ہے' کتنی بھی انسان کے پاس دولت ہوجائے' وہ ایک پیسہ کے لئے ہزار طرح کی مشقت برداشت کرتا ہے' اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لیس الغنی من کثرة العرض انما الغنی غنی النفس''

ترجمہ: ''غنا مال کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل غنی نفس کا غنا ہے۔''

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے' جن کے نزدیک دنیا کی حقیقت مٹی سے زیادہ نہیں تھی۔ (احیا العلوم ص ۱۸۳ ج ۳)

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ قلب میں جب دنیا کی محبت ہے' اس لئے کہ قلب میں خیر کا گزر نہیں ہوپاتا۔ (ایضاً) اور گناہ کی رغبت پیدا ہوجاتی ہے تو قلب متوحش رہتا ہے' اس لئے کہ قلب میں خیر کا گزر نہیں ہوپاتا۔ (ایضاً)

حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابودرداءؓ کو لکھا کہ میرے بھائی! دنیا سے بچو' دنیا اتنی نہ جمع کرو کہ تم سے اس کا شکر ادا نہ ہوسکے۔ (احیا العلوم ص ۲۰۰ ج ۳)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ یہ صدا لگاتا ہے کہ: ''تھوڑا مال جو تمہیں کافی ہو وہ اس زیادہ سے بہتر ہے جو تم کو سرکش بنادے۔'' (احیا العلوم ص ۲۰۷ ج ۳)

عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ حرص دو طرح کی ہوتی ہے: ایک نافع اور ایک ضار۔ ''نافع'' تو وہ ہے کہ انسان اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری کا حریص ہے اور ''ضار'' وہ ہے کہ انسان دنیا کا حریص ہوجائے۔ (جامع بیان العلم ۱۶۱ ج ۱)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ دنیا کی حرص اور اس کی محبت اس درجہ پیدا ہوجائے کہ انسان کے دل سے آخرت کا خیال ختم ہوجائے' وہ حلال وحرام کی بھی پرواہ نہ کرے' دوسروں کے حقوق پامال ہوں' دنیا کی زندگی ہی اس کی نظر میں سب کچھ ہوجائے' وہ بڑا قابل ملامت انسان ہے' اگر چند باتوں کا لحاظ رکھا جائے' تو انسان بڑی حد تک دنیا کی حرص وطمع سے محفوظ رہ سکتا ہے:

اول:...... وہ ان آیات واحادیث میں بار بار غور کرے جن میں دنیا اور اہل دنیا کی مذمت ہے۔

دوم:...... وہ اپنے انجام پر غور کرے اور یہ کہ اسے دنیا میں کتنے روز رہنا ہے اور اس دنیا سے وہ کہاں تک فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

سوم:...... اللہ والوں کی زندگی کا مطالعہ کرے اور اس زندگی کا اہل دنیا کی زندگی سے موازنہ کرے تاکہ اسے معلوم ہو کہ کس کی زندگی سکون وعافیت اور آرام وچین کی زندگی ہے؟ خاص طور پر انبیاء کرام اور صحابہ کرامؓ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرے۔

چہارم:...... اللہ کے غضب اور اس کی صفت قہر وجلال کو سامنے رکھے جس کا آخرت فراموشوں کو سامنا کرنا پڑے گا۔

پنجم:...... صبر وقناعت' توکل اور زہد فی الدنیا کے فضائل پر غور کرے۔

ششم:...... وہ دیکھے کہ عام طور پر اہل دنیا میں خطرناک اخلاقی امراض پیدا ہوجاتے ہیں' مثلاً حسد' کینہ' ظلم' بخل وغیرہ اور پھر ان امراض کے نقصانات پر غور کرے۔

ان چند امور کا لحاظ کرنا انشاء اللہ دنیا کی حرص وطمع سے نجات دلانے کے لئے کافی ہوگا۔

☆☆............☆☆

غیبت کے تباہ کن اثرات

مرتبہ: ابو یوسف

حضرت براءؓ بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا' یہاں تک کہ آپؐ نے سنا دیا کنواری لڑکیوں کو ان کے گھروں میں (یا یہ کہا کہ ان کے پردوں میں)۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اے جماعت ان لوگوں کی! جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہیں اور ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا' مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب تلاش نہ کرو' اس لئے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو تلاش کریں گے' اور جس شخص کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کریں گے اس کو اس کے گھر بیٹھے رسوا کر دیں گے۔"

غیبت یہ ہے کسی شخص کا کوئی عیب' برائی یا ایسا تذکرہ جو اسے ناگوار ہو' اس کی پیٹھ پیچھے اس شخص کی تعیین کے ساتھ بیان کرنا' خواہ اشارۃً یا کنایۃً یا بالکل صاف الفاظ میں غیبت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے' اس کی اہمیت اس لئے دو چند ہے کہ یہ حقوق العباد میں سے ہے اور بندہ سے معاف کرائے بغیر معاف نہیں ہو سکتی۔ آج کل اس حوالے سے بڑی بے احتیاطی پائی جاتی ہے' خواص کی مجلس ہو یا عوام کی' غیبت اس کا لازمی جزو ہوتی ہے' بلکہ جس کی مجلس میں غیبت نہ ہوتی ہو لوگ اس کو چھوڑ کر دوسرے کی مجلس میں یہ کہہ کر جاتے ہیں کہ فلاں کے پاس چلو' وہ کوئی بات سنائیں گے یا بالفاظ دیگر غیبت کریں گے۔ اسی طرح بعض لوگوں کو دوسروں کی نقل اتارنے کی عادت ہوتی ہے' یاد رکھیں! یہ بھی غیبت میں شامل ہے' اور اس سے آپ کی نیکیاں اس شخص کو مل رہی ہیں جس کی غیبت کی جا رہی ہے۔

غیبت ایک ایسی برائی ہے جو تکبر' حسد' ریاکاری سمیت متعدد حرام افعال اور اخلاقی برائیوں کا مجموعہ ہے۔ ایک متکبر شخص ہی دوسروں کے عیوب پر نظر کر کے اسے کم حیثیت اور اپنے کو بلند حیثیت سمجھے گا اور اس کے عیوب کا تذکرہ کرے گا' اسی طرح حاسد لازمی طور پر اس شخص کی غیبت کرے گا جس سے وہ حسد میں مبتلا ہے۔ مزید برآں ریاکار اپنے افعال و کردار کو اجاگر کرنے اور دوسروں کی کمزوریوں کی نشاندہی کے ذریعہ غیبت کے مرض میں مبتلا ہو کر رہے گا۔ غیبت مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کرنے کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ جس شخص کی غیبت کی جائے گی وہ اس شخص کو جس نے غیبت کی ہے' اپنا دشمن گردان کر جوابی کارروائی کے طور پر اس کی غیبت بھی کرے گا' بلکہ بہت ممکن ہے کہ اسے نقصان پہنچانے کے لئے عملی اقدامات بھی اٹھائے۔

بتایئے! جس زبان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پاک نام لینے کے لئے بنایا تھا' غیبت کرنے والے نے اس کو اللہ کی نافرمانی کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا' اور وہ بھی اس ڈھٹائی سے کہ کبھی وہم و گمان میں بھی اس کا حرام ہونا نہ آیا ہوگا۔ بعض لوگوں کو جب کہا جائے کہ آپ غیبت کر رہے ہیں' تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں یا منہ پر بھی کہہ دیں گے' سوال یہ ہے کہ منہ پر کہہ دینے سے کیا یہ فعل جائز ہو جائے گا؟ اس صورت میں ایک گناہ اور بڑھ جائے گا کیونکہ کسی کی برائی کا اس کے منہ پر تذکرہ کرنا لازماً اس کے دل کو دکھانے کا باعث ہوگا' اور کسی انسان کے دل کو دکھانا بھی شرعاً حرام ہے' گویا یہ ڈھٹائی سے غیبت کرنے والا اور منہ پر بول دینے کا دعویٰ کرنے والا دوہرا مجرم ہے کہ جرم بھی کرتا ہے اور اپنے جرم کو جرم بھی تسلیم نہیں کرتا بلکہ مزید ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ہے' اس کا جرم زیادہ سنگین ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کسی علانیہ گناہ کا تذکرہ یا کسی شخص کے ایسے عیب کا تذکرہ کرنا تاکہ دوسرے لوگ اس کے فتنہ سے ہوشیار رہیں اور وہ انہیں گمراہ نہ کر سکے' یا مفتی سے فتویٰ لینے کے لئے استفتاء میں امر واقعی کا اظہار بشرطیکہ اس میں اپنا یا کسی مسلمان کا فائدہ مقصود ہو' سمیت بعض استثنائی صورتیں ہو سکتی ہیں' ورنہ عام حالات میں جس طرح ہم نے اپنے معاشرہ میں غیبت کا وطیرہ اپنایا ہوا ہے' اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔

اور بعض بے وقوف اس سے بھی بڑھ کر علمائے کرام' بزرگان دین اور اولیائ اللہ کی غیبت شروع کر دیتے ہیں۔

یہ ایک ایسا زہر ہے جس کے اثرات سے اکثر اوقات ایمان ہی ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ علمائ کرام اور بزرگان دین اسلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچنے کا ذریعہ بنے ہیں' ان کی تحقیر متعدد مفاسد کا مجموعہ ہے' جس کا نتیجہ اکثر حالتوں میں سلب ایمان کی صورت میں نکلتا ہے۔ اکابر فرماتے ہیں کہ آدمی بعض اوقات پہلے نیک ہوتا ہے بعد میں برا بن جاتا ہے' اس کی وجہ اکثر حالتوں میں یہ ہوتی ہے کہ کسی بزرگ یا ولی کی اہانت کا جرم سرزد ہوا ہوتا ہے' اور غیبت اکثر اوقات اہانت ہی کے ارادے سے کی جاتی ہے' اس لئے کسی عالم' ولی یا بزرگ کی غیبت سے بہت زیادہ بچنا چاہئے' مبادا خاتمہ خراب ہو۔

ایک اور موقع پر بھی غیبت کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے' وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے تم پر ظلم کیا اور اب تم اس ظلم کا تذکرہ کسی دوسرے سے کرتے ہو کہ میرے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے اور یہ زیادتی ہوئی ہے۔ یہ غیبت نہیں' اس میں گناہ نہیں' بشرطیکہ وہ شخص جس کے سامنے تم اس ظلم کا تذکرہ کر رہے ہو' وہ اس ظلم کا تدارک کر سکتا ہو' مثلاً ایک شخص نے تمہاری چوری کر لی' اب جا کر تھانے یا عدالت میں اطلاع کرنا کہ فلاں شخص نے چوری کر لی ہے' تو اب اگرچہ یہ اس کے پیٹھ پیچھے اس کا تذکرہ ہے لیکن غیبت میں داخل نہیں' اس لئے کہ تمہیں نقصان پہنچایا گیا' تم پر ظلم کیا گیا اور اب تم نے اس ظلم کے خلاف جا کر شکایت اس سے کی جو تمہارے اوپر ہونے والے ظلم کا تدارک کر سکتے ہیں' تو یہ غیبت میں داخل نہیں' (اور یہ غیبت صرف واقعہ کے اظہار تک محدود ہونی چاہئے) لیکن اگر اس چوری کا تذکرہ ایسے شخص کے سامنے کیا جا رہا ہے جو اس ظلم کا تدارک نہیں کر سکتا مثلاً چوری کے واقعے کے بعد کچھ لوگ تمہارے پاس غم بانٹنے آئے تو تم نے ان کے سامنے تذکرہ کر دیا کہ آج رات فلاں شخص نے ہمارے ہاں چوری کی' یا فلاں شخص نے ہمیں یہ نقصان پہنچایا' یا فلاں شخص نے ہمارے ساتھ یہ زیادتی کر دی تو یہ بیان بھی غیبت میں داخل ہے' کیونکہ ان لوگوں کو اسے سزا دینے یا ظلم رفع کرنا اس پر قدرت نہیں۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتے کہ برائی کا تذکرہ کیا جائے' البتہ جس شخص پر ظلم ہوا' وہ اپنے اوپر ہونے والا ظلم دوسرے کے سامنے ان مخصوص حالات میں جن کا تذکرہ گزرا' بیان کر سکتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں بلکہ جائز ہے۔ بہرحال یہ مستثنیات ہیں جنہیں غیبت سے اللہ تعالیٰ نے نکال دیا ہے' اس میں غیبت کا گناہ نہیں لیکن ان کے علاوہ ہم لوگ مجلس میں بیٹھ کر قصہ گوئی اور وقت گزاری کے طور پر مجلس آرائی کے ذریعہ دوسروں کا ذکر شروع کر دیتے ہیں' یہ سب غیبت کے اندر داخل ہے۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کر کے اس کا سدباب کرنے کی کوشش کریں اور ذرا اس زبان کو قابو میں لائیں۔ اس کو تھوڑا سا لگام دیں۔

غیبت سے بچنے کا طریقہ:

حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی' مجھے معاف کر دیجئے' میں ان سے کہتا ہوں کہ میں تمہیں معاف کر دوں گا' لیکن ایک شرط ہے' وہ یہ کہ پہلے یہ بتا دو کہ کیا غیبت کی تھی؟ تاکہ مجھے پتہ تو چلے کہ میرے پیچھے کیا کہا جاتا ہے:

"کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا؟"

اگر بتا دو گے تو معاف کر دوں گا' پھر فرمایا کہ میں اس حکمت سے پوچھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ جو بات میرے بارے میں کہی ہو' وہ درست ہو اور واقعی میرے اندر وہ غلطی موجود ہو' اور پوچھنے سے وہ غلطی سامنے آ جائے گی تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بچنے کی توفیق دے دیں گے' اس لئے میں پوچھ لیتا ہوں۔

لہٰذا اگر غیبت بھی سرزد ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے' اس سے کہہ دو کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے' اس وقت دل پر بہت آرے چلیں گے' اپنی زبان سے یہ کہنا بڑا مشکل کام ہے' لیکن غیبت کے سنگین مرض کا علاج یہی ہے' دو چار مرتبہ اگر یہ علاج کر لیا تو انشاء اللہ آئندہ کے لئے سبق ہو جائے گا' بزرگوں نے اس سے بچنے کے لئے دوسرے علاج بھی ذکر فرمائے ہیں مثلاً حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب دوسرے کا تذکرہ زبان پر آنے لگے تو اس وقت فوراً اپنے عیوب کا استحضار کرو' اپنے عیوب کو سوچو' کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو عیب سے خالی ہو اور یہ خیال دل میں لاؤ کہ خود میرے اندر تو فلاں برائی ہے' میں دوسروں کی کیا برائی بیان کروں؟ اور اس غیبت کے بدلہ میں عذاب ہوگا' اس کا دھیان کرو' اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ یا اللہ اس بلا سے نجات عطا فرما دیجئے' جب بھی مجلس میں کوئی تذکرہ ایسا آنے لگے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لو: یا اللہ! یہ تذکرہ آ رہا ہے' مجھے آپ غیبت سے بچا لیجئے' میں کہیں اس کے اندر مبتلا نہ ہو جاؤں۔

غیبت کا کفارہ:

البتہ بعض روایات میں ہے' جو اگرچہ ہیں تو ضعیف لیکن معنی کے اعتبار سے صحیح ہیں کہ اگر کسی کی غیبت ہو گئی ہو تو اس غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے لئے خوب دعائیں کرو' استغفار کرو' مثلاً فرض کریں کہ آج کسی کو غفلت سے تنبیہ ہوئی کہ واقعی آج تک ہم

بڑی سخت غلطی کے اندر مبتلا رہے معلوم نہیں کن کن لوگوں کی غیبت کرلی اب آئندہ انشاء اللہ کسی کی غیبت نہیں کریں گے لیکن اب تک جن کی غیبت کی ہے ان کو کہاں کہاں تک یاد کریں؟ اور ان سے کیسے معافی مانگیں؟ کہاں کہاں جائیں؟ اس لئے اب ان کے لئے دعا اور استغفار کرلو۔ (مشکوٰۃ کتاب الآداب باب حفظ اللسان حدیث نمبر ۴۸۷۷) لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ جن کے بارے میں حتمی طور پر معلوم ہے کہ ان کی غیبت کی تھی ان سے معاف کروانا چاہئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ جن کی غیبت کی گئی تھی یا جن کے حقوق تلف کئے گئے تھے ان کے حق میں خوب دعا کرو کہ: یا اللہ میں نے ان کی جو غیبت کی تھی ان کو ان کے حق میں باعث ترقی درجات بنا دیجئے اور ان کو دین و دنیا کی ترقیات عطا فرمایئے۔

حقوق کی تلافی کی صورت:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے تو یہ کیا تھا کہ ایک خط لکھ کر سب اہل تعلق کو بھجوا دیا اس خط میں یہ لکھا کہ زندگی میں معلوم نہیں آپ کے کتنے حقوق تلف ہوئے ہوں گے؟ کتنی غلطیاں ہوئی ہوں گی؟ میں اجمالی طور پر آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ اللہ کے لئے مجھے معاف کر دیجئے اگر ہم بھی اپنے اہل تعلق کو اس قسم کا خط لکھ کر بھیج دیں تو کیا اس سے ہماری بے عزتی ہو جائے گی؟ بلکہ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان حقوق کی معافی کا سامان کردیں۔

معافی کی فضیلت:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ کسی دوسرے سے معافی مانگے اور سچے دل سے معافی مانگے اب اگر سامنے والا یہ دیکھ کر کہ یہ مجھ سے معافی مانگ رہا ہے نادم اور شرمندہ ہو رہا ہے اس کو معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس معاف کرنے والے کو اس دن معاف کرے گا جس دن اس کو معافی کی سب سے زیادہ حاجت ہوگی اور اگر ایک شخص نادم ہو کر معافی مانگ رہا ہے لیکن دوسرا شخص معافی دینے سے انکار کر رہا ہے کہ میں معاف نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کو اس دن معاف نہیں کروں گا جس دن اس کو معافی کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی جب تو میرے بندوں کو معاف نہیں کرتا تو تجھے کیسے معاف کیا جائے؟ اس لئے اگر کوئی شخص غیبت کے بعد اس شخص سے معافی مانگے جس کی گئی تو بہتر یہ ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے کیونکہ یہ زیادہ بہتر طریقہ ہے اور اس سے دلوں کا کینہ اور کدورت بھی دور ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تعلیم:

ہم اور آپ کس شمار و قطار میں ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد نبوی میں کھڑے ہوگئے اور تمام صحابہ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: آج میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں اگر کسی شخص کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو یا میں نے کسی کی جانی مالی کسی بھی اعتبار سے حق تلفی کی ہو آج میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں اگر بدلہ لینا چاہتے ہو بدلہ لے لو اور اگر مجھے معاف کرنا چاہتے ہو تو معاف کردو تاکہ کل قیامت کے دن تمہارا کوئی حق میرے اوپر باقی نہ رہے۔

بتایئے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ محسن اعظم اور پیشوائے اعظم جن کے ایک سانس کے بدلے صحابہ کرامؓ اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے وہ فرما رہے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو مارا ہو یا تکلیف پہنچائی ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے چنانچہ ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایک مرتبہ میری کمر پر مارا تھا میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ آجاؤ اور بدلہ لے لو کمر پر مار لو جب وہ صحابیؓ کمر کے پیچھے آگئے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جس وقت آپ نے مجھے مارا تھا اس وقت میری کمر ننگی تھی اور اس وقت آپ کی کمر پر کپڑا ہے اگر اسی حالت میں میں بدلہ لوں گا تو بدلہ پورا نہیں ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت چادر اوڑھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ میں چادر اٹھا دیتا ہوں چنانچہ جس وقت آپ نے چادر اٹھائی تو ان صحابیؓ نے آگے بڑھ کر اس مہر نبوت کو چوم لیا جو آپ کی پشت پر تھی اور پھر ان صحابیؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ گستاخی میں نے صرف اس لئے کی تاکہ مجھے اس مہر نبوت کا بوسہ لینے کا موقع مل جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معاف فرمادیں۔ (مجمع الزوائد باب فی وداعہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۹ ص ۲۷)

اسلام کا ایک اصول:

دیکھئے اسلام کا ایک اصول ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ یہ کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے لئے بھی وہی پسند کرو جو دوسرے کے لئے پسند کرتے ہو اور دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جو اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسرے کے لئے بھی ناپسند کرو اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص اس طرح پیٹھ پیچھے برائی سے تمہارا ذکر کرے تو اس وقت تمہارے دل پر کیا گزرے گی؟ تم اس کو اچھا سمجھو گے یا برا؟ اگر تم اس کو برا سمجھتے ہو اور اپنے لئے اس کو پسند نہیں کرتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کو تم اپنے بھائی کے لئے پسند کرتے ہو؟ یہ دوہرے معیار وضع کرنا کہ اپنے لئے کچھ اور پیمانہ ہے اور دوسرے کے لئے کچھ اور پیمانہ اسی کا نام منافقت ہے گویا کہ غیبت کے

اندر منافقت بھی داخل ہے جب ان باتوں کو سوچو گے اور اس گناہ پر جو عذاب دیا جائے گا' اس کو سوچو گے تو انشاءاللہ غیبت کرنے کے جذبے میں کمی آجائے گی۔

غیبت سے بچنے کا آسان راستہ:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ غیبت سے بچنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ دوسرے کا ذکر کرو ہی نہیں' نہ اچھائی سے ذکر کرو اور نہ برائی سے کیونکہ شیطان بڑا خبیث ہے' کہ جب تم کسی کا ذکر اچھائی سے کرو گے کہ فلاں شخص بڑا اچھا ہے' اس کے اندر یہ اچھائی ہے' اس کے اندر یہ اچھائی ہے' تو دماغ میں یہ بات ہوگی کہ میں اس کی غیبت تو نہیں کر رہا بلکہ اچھائی سے اس کا ذکر کر رہا ہوں' لیکن پھر یہ ہوگا کہ اس کی اچھائیاں بیان کرتے کرتے شیطان کوئی جملہ درمیان میں ایسا ڈال دے گا جس سے وہ اچھائی برائی میں تبدیل ہوجائے گی' مثلاً یہی کہ فلاں شخص ہے تو بڑا اچھا مگر اس کے اندر فلاں خرابی ہے۔ یہ لفظ "مگر" آکر سب کچھ خراب کردے گا' اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گفتگو کا رخ غیبت کی طرف منتقل ہوجائے گا' اس لئے دوسرے کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ نہ اچھائی سے دوسرے کا ذکر کرو اور نہ برائی سے' اور اگر کسی کا ذکر اچھائی سے کرنا ہی ہے ہو تو پھر ذرا کمر کس کے بیٹھو تاکہ شیطان غلط راستے پر نہ ڈالے۔

اپنی برائیوں پر نظر کرو:

دوسروں کی برائی کیوں کرتے ہو؟ اپنی طرف نگاہ کرو' اپنے عیوب کا استحضار کرو' اگر دوسرے کے اندر کوئی برائی ہے تو اس برائی کا عذاب تمہیں نہیں ملے گا' اس برائی کا عذاب اور ثواب وہ جانے' اور اس کا اللہ جانے' تمہیں تو تمہارے اعمال کا صلہ ملنا ہے' اس کی فکر کرو' اپنی طرف دھیان کرو' اپنے عیوب کو دیکھو' دوسرے کے عیوب کا خیال انسان کو اسی وقت آتا ہے' جب انسان اپنے آپ سے اور اپنی برائیوں سے بے خبر ہوتا ہے لیکن جب اپنے عیوب کا استحضار ہوتا ہے' اس وقت کسی دوسرے کی برائی کی طرف خیال بھی نہیں ہوجاتا' دوسرے کی برائی کی طرف اس کی زبان ہی نہیں اٹھ سکتی۔ بہادر شاہ ظفر مرحوم نے بڑے اچھے شعر کہے ہیں' وہ کہتے ہیں:

تھے جب اپنی برائیوں سے بے خبر
رہے ڈھونڈتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائی پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے عیوب کا استحضار ہمارے دلوں میں پیدا فرمادے۔ یہ سارا فساد اس سے پیدا ہوتا ہے کہ اپنی طرف دھیان نہیں ہے' یہ خیال نہیں ہے کہ مجھے اپنی قبر میں جانا ہے' اس کا خیال نہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے' اس لئے کبھی اس کی برائی ہورہی ہے' کبھی اس کی برائی ہورہی ہے' اس کے اندر فلاں عیب ہے' اس کے اندر فلاں عیب ہے' بس دن رات اسی کے اندر پھنسے ہوئے ہیں' خدا کے لئے اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

گفتگو کا رخ بدل دو:

جس معاشرے اور جن حالات سے ہم لوگ گزر رہے ہیں' اس کے اندر یہ کام ہے تو مشکل' اس میں کوئی شک نہیں' لیکن اگر اس سے بچنا انسان کے اختیار سے باہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو حرام نہ کرتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اختیار سے باہر چیز پر مؤاخذہ نہیں فرماتے' اس لئے اس سے بچنا انسان کے اختیار میں ہے' جب کبھی مجلس کے اندر گفتگو کا موضوع تبدیل ہوتو اس کو واپس درست سمت لے آؤ' اور اگر کبھی غیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو فوراً استغفار کرو' اور آئندہ بچنے کے لئے دوبارہ عزم کو تازہ کرو۔

غیبت: تمام خرابیوں کی جڑ:

یاد رکھو! یہ غیبت ایسی چیز ہے جو فساد پیدا کرنے والی ہے' جھگڑے اس کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں' باہمی نااتفاقیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں' اور معاشرے میں اس وقت جو بگاڑ نظر آرہا ہے' اس میں بہت بڑا دخل اس غیبت کا ہے' اگر کوئی شخص شراب پیتا ہو (العیاذ باللہ) تو جو شخص ذرا بھی دین سے تعلق رکھنے والا ہے' وہ اس کو بری نگاہ سے دیکھے گا' اور اس کو برا سمجھے گا اور یہ سوچے گا کہ یہ شخص بری لت کے اندر مبتلا ہے' اور جو شخص اس بری لت میں مبتلا ہو' وہ خود بھی یہ سوچے گا کہ مجھ سے بڑی غلطی سرزد ہورہی ہے' میں ایک بڑے گناہ کے اندر مبتلا ہوں' لیکن اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کررہا ہے تو اس غیبت کے بارے میں اتنی برائی کا احساس اس کے دل میں پیدا نہیں ہوگا جتنا شراب پینے کے بارے میں پیدا ہوگا اور نہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں کسی بڑے گناہ کے اندر مبتلا ہوں' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گناہ کی برائی دلوں سے نکل چکی ہے' ورنہ دونوں گناہوں یعنی غیبت اور شراب پینے میں بحیثیت گناہ کبیرہ ہونے کے کوئی فرق نہیں' بلکہ غیبت شراب پینے سے زیادہ سخت گناہ ہے' اس لئے اس کی برائی کا احساس دلوں میں پیدا کرو کہ یہ کتنی خطرناک بیماری ہے۔

اشارہ کے ذریعہ غیبت کرنا:

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھیں' باتوں باتوں میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آگیا' آپ بتقاضہ بشری سوکنوں کے درمیان آپس میں ذرا سی چشمک ہوا کرتی ہے' حضرت صفیہ

رضی اللہ عنہا کا قد عام خواتین سے نسبتاً کم تھا' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ذکر کرتے ہوئے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کردیا جس سے اندازہ ہو کہ وہ چھوٹے قد والی ہیں' زبان سے یہ نہیں کہا کہ وہ ٹھگنی ہیں' بلکہ صرف اشارہ کردیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہؓ آج تم نے ایک ایسا عمل کیا کہ اگر اس عمل کی بو اور اس کا زہر سمندر میں ڈال دیا جائے تو پورے سمندر کو بدبودار اور زہریلا بنادے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے کے ذریعہ غیبت کی کتنی شناعت وقباحت بیان فرمائی ہے اور پھر فرمایا کہ کوئی شخص مجھے ساری دنیا کی دولت لاکر دیدے تو بھی میں کسی کی نقل اتارنے کو تیار نہیں' جس میں دوسرے کا استہزاء ہو' جس میں اس کی برائی کا پہلو نکلتا ہو۔ (ترمذی' ابواب صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۶۲۴)

غیبت سے بچنے کا اہتمام کریں:

اب تو نقل اتارنا فنون لطیفہ میں داخل ہے اور وہ شخص تعریف وتوصیف کے کلمات کا مستحق ہوتا ہے' جس کو دوسرے کی نقل اتارنے کا فن آتا ہو' حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے ہیں کہ کوئی شخص ساری دنیا کی دولت بھی لاکر دیدے تب بھی میں کسی کی نقل اتارنے کو تیار نہیں۔ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے اہتمام سے ان باتوں سے روکا ہے' مگر ہم لوگوں کو معلوم نہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہ ہم شراب پینے کو تو برا سمجھتے ہیں' زنا کاری کو تو برا سمجھتے ہیں' لیکن غیبت کو برا نہیں سمجھتے' اس کو شیر مادر سمجھا ہوا ہے' ہماری کوئی مجلس اس سے خالی نہیں ہوتی' خدا کے لئے اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔ یاد رکھیں! غیبت منافقین کا شیوہ ہے' اور منافقین جہنم کے سب سے بدتر درجہ میں ہوں گے۔ ☆......☆

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نادر واقعہ

حضرت اقدس مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہ' اپنے سفر حج وزیارت مدینہ منورہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے تھے کہ: ہمارے قیام مدینہ منورہ کے دوران ایک دن ہم نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا غریب عرب لڑکا آیا اور ان ہڈیوں کو چوسنے لگا جو ہم نے کھانے کے بعد پھینک دی تھیں' یہ وہ زمانہ تھا جب وہاں تیل نہیں نکلا تھا' اس بچے کو ایسا کرتے دیکھ کر میرا دل پسیج گیا کہ یہ ان محسنین کی اولاد ہے جنہوں نے تمام انسانوں کو انسانیت کی راہ دکھائی اور ٹوٹے ہوئے لوگوں کا تعلق کریم آقا سے جوڑ دیا' پوری دنیا کے انسان جنہیں کلمے کی دولت نصیب ہوئی' وہ انہی کے بھیک منگے ہیں' چاہئے تو یہ تھا کہ ہم لوگ ان کا پانی بھرتے اور ان کی جوتیاں سیدھی کرتے' یہ سوچ کر میری آنکھیں روئیں' میرے تمام ساتھیوں پر گویا گریہ طاری ہوگیا' میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ وہ اس بچے کو میرے پاس لائے' بچہ ڈر کر بھاگا مگر میرے ساتھی نے پیار محبت سے اس کو قابو کرلیا' ہم نے اس کو کھانا کھلایا اور عربی زبان میں اس سے کچھ گفتگو بھی کی' جب کچھ اجنبیت کے فاصلے سمٹے تو وہ ہم سے مانوس ہوگیا' پھر وہ بلاناغہ ہمارے پاس آتا اور ہم گداگروں کی میزبانی قبول کرتا' حتی کہ پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے شہر سے ہماری جدائی کا دن آگیا' روانگی کے وقت ہم نے نہایت الحاح کے ساتھ یہ دعوت دی کہ وہ ہمارے ساتھ پاکستان چلے' ہم اسے پڑھائیں گے' اس کی شادی کریں گے' اس کا گھر بنائیں گے' وہ تیار ہوگیا مگر ایک سوال اس نے ایسا کیا جس نے اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی اور ہم سنگدلوں کو رلا رلا کر نیم جان کردیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے گنبد خضرا کی طرف انگلی کرکے کہنے لگا: "یہ پاکستان میں ہے؟" ہم نے رو کر کہا: "نہیں" بس پھر کیا تھا؟ آہ بھر کر کہنے لگا: "باللہ العظیم لن اذھب" (عظیم وجلیل پروردگار کی قسم! میں ہرگز نہیں جاؤں گا) یہ کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا' حتی کہ روتے روتے نڈھال ہوگیا' اس کی عظمت اور دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی وارفتگی اور اپنی حماقت اور بے بسی پر ترس کھاکر ہم اس قدر روئے کہ گویا پوری زندگی کی سیاہ کاریاں دھونے کا کریم آقا نے یہ ذریعہ بنادیا تھا' وہ منظر بڑا دیدنی تھا جب وہ ہمیں چھوڑ کر اس بے نیاز غنی کی طرح گھر جارہا تھا جو لپٹ کر مانگنے والے فقیر کو کہہ دیتا ہے: "بابا معاف کرو" اور ہم اس سائل کی طرح اسے دیکھ رہے تھے جو بے نیاز امیر کی طرف ملتجیانہ نگاہوں سے دیکھ رہا ہو' جس سے اسے بھیک ملنے کی امید ہو۔

(تلخیص از حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولفہ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری)

مرزا قادیانی
مراق سے دعوئ نبوت تک

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ان کی امت میں ایک چیستان اور ایک معمائی ہوئی ہے' نبوت مرزا کے بارے میں مرزائی امت کے مختلف فرقے مختلف' عقیدے رکھتے ہیں' اور ہر فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے اپنے دعویٰ پر سند لاتا ہے' مرزائی امت کے چند فرقوں کے عقائد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱:......غیر حقیقی نبی:

لاہوری فرقے کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی چودھویں صدی کے مجدد اور غیر حقیقی نبی تھے۔

۲:......غیر تشریعی نبی:

فرقہ ربوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ غیر تشریعی مگر حقیقی نبی تھے۔

۳:......تشریعی نبی:

اروپی فرقے کا عقیدہ تھا کہ وہ تشریعی نبی تھے۔ ان کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(الف) مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے الفاظ ٹھیک وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صاحب شریعت رسولوں کی وحی کے ہیں' لہٰذا اگر موسیٰ' عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی یہی شان رکھتے ہیں۔

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین نمبر۴ کے صفحے ۷ پر اپنے صاحب شریعت ہونے کا کھل کر اعلان کیا ہے۔

(ج) مرزا غلام احمد قادیانی حکم ہو کر آئے تھے کہ جس حکم کو چاہیں باقی رکھیں اور جس کو چاہیں رد کردیں' اور یہ صاحب شریعت ہی کا منصب ہے۔

(د) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور جزیہ کو منسوخ کیا اور قادیان کو قبلہ مقرر کیا۔

(ہ) مرزا قادیانی کا کلمہ "لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ" تھا' اس عقیدہ کا اظہار ظہیر الدین اروپی کے رسائل میں کیا گیا ہے۔

۴:......نبی ساز نبی:

امت مرزائیہ کے ایک فرقہ کا عقیدہ تھا کہ مرزا قادیانی نہ صرف رسول ہیں بلکہ ان کی پیروی سے نبوت ملتی ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کا نام نبوت رکھا تھا' اور یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جس میں یہ سلسلہ جاری وساری نہ ہو۔ اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو ان کا دین بھی لعنتی بن جاتا ہے۔ اس دلیل سے بہت سے "قادیانی نبی" مبعوث ہوئے' یہاں تک کہ "قادیانی انبیاؑ" کی بہتات سے مرزا محمود احمد (خلیفہ قادیان) بوکھلا اٹھے اور خطبہ میں فرمایا:

"دیکھو! ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہوگئے ہیں۔ میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے' واقعہ میں انہیں الہام ہوئے' اور کوئی تعجب کی بات نہیں اب بھی ہوتے ہوں' مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے (یہی غلطی مرزا غلام احمد نے تو نہیں کھائی؟ ناقل) ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت

ہے' اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا' خشیت اللہ پائی جاتی تھی' آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے' مگر ابتداً میں ان کی حالت مخلصانہ تھی...... ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے (غالباً یہی ٹھوکر مرزا غلام احمد کو بھی لگی۔ ناقل)۔''

(الفضل ۳۰/مارچ ۱۹۲۸ء)

۵:...... معبود و مسجود:

کھیروی فرقے کا عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معبود و مسجود ہیں اور قادیان بیت اللہ شریف ہے' صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی (جو بد قسمتی سے پوری نہ ہو سکی۔ ناقل) تو آپ کی زندگی ہی میں ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں ''کھیروڑ'' گاؤں کا رہنے والا تھا' پسر موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کر لئے۔ یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے' اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا' مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے اور پھر نہیں دیکھے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجانین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔''

(سیرۃ المہدی صفحہ ۲۲۲ ج ۳)

سیرۃ المہدی کے مؤلف نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ان پرستاروں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ لگایا ہے حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی روشنی میں ان کا عقیدہ بالکل صحیح تھا۔ دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی نے ''بروز عیسیٰ'' ہونے کا دعویٰ کیا اور تمام قادیانیوں نے ان کو سچ مچ ''عیسیٰ'' مان لیا' پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے ''بروز محمد'' ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ ''عین محمد'' مان لیا' ٹھیک اسی اصول پر مرزا قادیانی نے ''بروز خدا'' ہونے کا دعویٰ کیا اب اگر ان کو کچھ لوگ سچ مچ ''خدا'' مان لیں تو ان کو مجنون اور غالی کیوں کہا جائے؟

جب یہ اصول تمام قادیانی امت کو مسلم ہے کہ ''بروز'' اپنے ''اصل'' ہی کا حکم رکھتا ہے' اسی ''قادیانی اجماع'' کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ''مسیح موعود'' اور محمد ثانی تسلیم کیا گیا' کیونکہ وہ ''بروز محمد'' ہونے کے مدعی تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو ''بروز خدا'' کے مدعی ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہ مانا جائے؟ آخر یہ کیا منطق ہے کہ بروزی نکتہ کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو ''عیسیٰ'' اور ''محمد'' ماننے والے تو عقلمند اور ہوشیار کہلائیں اور ''بروز خدا'' ماننے والے مسکینوں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا جائے؟

شاید کسی کو وسوسہ ہو کہ مرزا قادیانی نے ان کو سختی سے منع فرمایا تھا۔ اس لئے ان کا مؤقف غلط ہے۔ قادیانی اصول کے مطابق اس کا جواب بہت آسان ہے' وہ یہ کہ اس وقت تک حضرت قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ الہامات میں ان کو ''خدائی کا منصب'' عطا کیا گیا ہے۔ ٹھیک جس طرح کہ مرزا محمود قادیانی کے دعویٰ کے مطابق حضرت قادیانی ۱۹۰۱ء تک یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کو ''منصب نبوت'' عطا کیا گیا ہے' اور یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے ''فتنہ کے خوف'' سے انہیں منع فرما دیا ہو' ٹھیک جس طرح کہ حضرت صاحب نے ''ایک نبی آیا'' کا الہام فتنہ کے خوف سے مدت تک چھپائے رکھا۔ بہر حال قادیانی اصول کے مطابق ''بندگان بروز خدا'' کو پاگل اور غالی کہنا قادیانی امت کی کور چشمی ہے۔

۶:...... مراقی نبی:

یہ تو ان لوگوں کے عقائد تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ''الہامات'' پر ایمان لاتے ہیں' مگر امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ...... مگر بے مغز...... دعوے ''مراق'' کا کرشمہ تھے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اپنے مراق کا اقرار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الف:...... ''دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی' سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(ملفوظات ص ۴۴۵ ج ۸)

ب:...... ''میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں' حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے۔ دوران سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔''

(ملفوظات مرزا ص ۳۷۶ ج ۲)

ج:...... ''حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے فرمایا کہ حضور! غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے (نعوذ باللہ) اور مجھ کو بھی ہے۔''

(سیرۃ المہدی ص ۳۰۴ ج ۳)

اس اقرار و اعتراف سے قطع نظر مرزا غلام احمد قادیانی میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں' مرزا بشیر احمد ایم اے سیرۃ المہدی میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل قادیانی کی ''ماہرانہ شہادت'' نقل کرتے ہیں کہ:

د:...... ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے' بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے' لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہوجایا کرتی تھیں جو ہسٹریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں' مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہوجانا' چکروں کا آنا' ہاتھ پاؤں کا سرد ہوجانا' گھبراہٹ کا دورہ ہوجانا' یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک (مثلاً بدہضمی' اسہال' بدخوابی' تفکر' استغراق' بدحواسی' نسیان' ہذیان' تخیل پسندی' طویل بیانی' اعجاز نمائی' مبالغہ آرائی' دشنام طرازی' فلک پیما دعوے' کشف و کرامات کا اظہار' نبوت و رسالت' فضیلت و برتری کا ادعا' خدائی صفات کا تخیل وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی بیسیوں مراقی علامات مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں)۔''

(سیرۃ المہدی ص ۵۵ ج ۲)

مرزا صاحب کو مراق کا عارضہ غالباً موروثی تھا' ڈاکٹر شاہنواز قادیانی لکھتے ہیں:

و:...... جب خاندان سے اس کی ابتدا ہوچکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی' لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' دردسر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔''

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

''مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔''

(بیاض حکیم نور الدین ص ۲۱۲ ج ۱۰)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں' انہوں نے ''آریوں کا بادشاہ'' ہونے کا دعویٰ کیا' نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شد و مد سے کئے' انبیاء کرام سے برتری کا دم بھرا' دس لاکھ معجزات کا ادعا کیا' مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی' اور نہ ماننے

والوں کو منکر، کافر اور جہنمی قرار دیا، انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی، صحابہ کرام کو نادان اور احمق کہا، اولیائے امت پر سب وشتم کیا، مفسرین کو جاہل کہا، محدثین پر طعن کیا، علمأ امت کو یہودی کہا اور پوری امت کو کج اعوج اور گمراہ کہا اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی۔ یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہوسکتا بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

ادنیٰ فہم کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی خدا کی گنجائش نہیں، اب اگر ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر یہ تقریر کرے کہ:

"اس میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی نفی کی گئی ہے اور یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس قدر کامل اور فنافی اللہ کے مقام میں اس قدر راسخ ہے کہ میرا وجود بعینہٖ خدا کا وجود ہے، اس لئے میرے دعویٰ خدائی سے لا الٰہ کی مہر نہیں ٹوٹتی، بلکہ خدا کی چیز خدا ہی کے پاس رہتی ہے، اور یہ کہ میں نے خدائی کمالات، خدا میں گم ہو کر پائے ہیں، میرا وجود درمیان نہیں، اس لئے میرے خدا ہونے سے لا الٰہ الا اللہ کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔"

تو فرمایئے کہ اس فصیح البیان مقرر کے بارے میں علمأ کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا لا الٰہ الا اللہ کی اس عجیب وغریب تفسیر کو کرشمہ مراق نہیں قرار دیا جائے گا؟

اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا "امت اسلامیہ" کا قطعی عقیدہ ہے اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں بیان فرمائے، (یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی) لیکن ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر "لا نبی بعدی" کی یہ تقریر کرتا ہے کہ:

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

اور پھر وہ فلسفہ کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔"

(ازالہ اوہام ص۸ خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

اور یہ کہ:

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟"

(ایضاً)

اور یہ کہ:

"میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

(ازالہ اوہام ص۱۲ خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

بتایئے! اس کی توجیہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہ "سلطان القلم" غلبہ سودا اور جوش مراق کا شکار ہے۔

مرزائی امت سے ایک سوال:

اگر قیامت کے دن قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے سوال ہو کہ تو نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرکے کیوں لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور اس کے جواب میں مرزا صاحب عرض کرے کہ یا اللہ! یہ سب کچھ میں نے مراق کی وجہ سے کیا تھا؟ اور اپنے مراقی ہونے کا اظہار بھی خود اپنی زبان و قلم سے کردیا تھا۔ اب ان "عقلمندوں" سے پوچھئے کہ انہوں نے "مراق کے مریض" کو "مسیح موعود" کیوں مان لیا تھا؟ تو قادیانی امت بتائے کہ اس کے پاس اس دلیل کا کیا جواب ہوگا؟

☆☆.........☆☆

عالمی خبروں پر ایک نظر

قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

پشاور (خصوصی رپورٹ) مشہور خاندانی قادیانی نعیم احمد میر کی بیٹی ناعمہ نعیم بی اے ایل ایل بی نے گزشتہ دنوں قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق ناعمہ نعیم نے ابتدا میں عدالت کے ذریعہ قبول اسلام کے تحریری اقرار کے بعد اپنے قادیانی والدین کے گھر میں قادیانی رشتہ داروں اور دیگر قادیانیوں کی موجودگی میں ایک مسلم حافظ قرآن نوجوان ہدایت اللہ سے شادی کی۔ اس موقع پر ہدایت اللہ کا کوئی مسلمان رشتہ دار موجود نہ تھا' بعد ازاں انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز لڑکی کے باپ نعیم احمد میر قادیانی کے گھر سے کیا اور ہدایت اللہ نے گھر داماد کی حیثیت سے اپنے قادیانی سسرالیوں کے گھر میں رہائش اختیار کی' شادی کے بعد سیر و تفریح کی غرض سے اس جوڑے نے لاہور اور چناب نگر جا کر قادیانی رشتہ داروں کے ہاں قیام کیا' اس طرح ہدایت اللہ قادیانیت کے مکروہ اور غلیظ ماحول میں رہ کر قادیانیت کے بیعت فارم پر دستخط کر کے قادیانی بن گیا۔ پشاور واپسی کے بعد ہدایت اللہ کو اپنی بدبختی کا احساس ہوا' کچھ عرصہ اسی پریشانی میں گزرا۔ اب وہ اس کفر کے اندھیرے سے نکلنے کی سوچ میں فکر مند ہو گیا۔ آخر کار اس نے اپنے ایک قابل اعتماد دوست کو اپنی داستان الم سنائی اور اس سے درخواست کی کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران سے مل کر اسے اس جہنم سے نکالنے کی کوئی صورت بنائے۔ اس دوست نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم مولانا نورالحق نور سے رابطہ کر کے ان سے پوری روئیداد بیان کی۔ مولانا نورالحق نور نے فوری طور پر ہدایت اللہ کے والد سے رابطہ کیا اور بعد ازاں مجلس کے ایک مقامی ساتھی جناب حاجی نظام اللہ صاحب کے ہمراہ ہدایت اللہ کے والد سے تفصیلی ملاقات کے ذریعہ ساری صورتحال ان پر واضح کی' جس پر ہدایت اللہ کے والد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے اس سلسلہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کیا۔ بعد ازاں ہدایت اللہ سے رابطہ کیا گیا اور پہلی ملاقات کا اہتمام کیا گیا جس میں ہدایت اللہ نے سب کچھ کہہ سنایا اور ساتھ ہی قادیانیت کے بیعت فارم پر دستخط کرنے کا بھی اقرار کیا۔ اس پر واضح کیا گیا کہ لڑکی کے اسلام قبول کرنے کے تحریری اور زبانی اقرار کے بعد اس سے مسلمان عالم نے تمہارا نکاح پڑھایا تھا' قادیانیت کا بیعت فارم پُر کرنے کے بعد اس لڑکی سے نکاح ٹوٹ چکا ہے' حاجی نظام اللہ صاحب' حاجی اقبال شاہ صاحب کے ہمراہ ہدایت اللہ اور اس کے والد سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ امیر مجلس پشاور مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور مجلس کے دیگر رفقاء کی مخلصانہ دعاؤں اور تعاون سے رب کریم نے امداد فرمائی اور ناعمہ نعیم نے علماء کرام اور معززین کی موجودگی میں اپنے قادیانی والدین اور جملہ قادیانی رشتہ داروں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کرنے کا اعلان کر کے دوبارہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنے کا تحریری و تقریری اقرار کیا۔ علماء کرام' معززین شہر اور وکلاء صاحبان کے مشورہ سے مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے ہدایت اللہ سے بھری محفل میں تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا تحریری و تقریری اعلان کرایا' اس مجلس میں ہدایت اللہ کے والد مولانا مظفر اللہ ظہیر اور ان کے قریبی رشتہ دار بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ تجدید ایمان کے کاغذات کی تکمیل کے بعد مولانا محمد عزیز شیخ الحدیث مدینۃ العلوم پشاور نے شرعی گواہوں کی موجودگی میں ہدایت اللہ اور ناعمہ نعیم کا تجدید نکاح کروایا۔ اس موقع پر مولانا مظفر اللہ ظہیر' مولانا محمد عزیز اور دیگر شرکاء نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے جملہ رفقاء کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور مجلس کے مرکزی قائدین خصوصاً امت مسلمہ کے مشترکہ قائد شیخ المشائخ' خواجہ خواجگان' حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی خصوصی توجہ اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ پشاور کی مجلس کے کارکنان مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی نگرانی میں اپنا اصولی اور نیک مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ دعا ہے کہ رب کریم نو مسلم جوڑے کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مفتی عتیق الرحمٰن سمیت تمام علماء کے قاتل گرفتار کیے جائیں

سہ ماہی تربیتی کنونشن سے علامہ احمد میاں حمادی کا خطاب

ٹنڈوآدم (رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوآدم کی جانب سے سہ ماہی مجاہدین ختم نبوت کے لئے تربیتی کنونشن کا انعقاد کیا گیا' جس کا آغاز بعد نماز جمعہ حافظ فرقان بسطامی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ کنونشن کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز عالم دین بزرگ رہنما علامہ احمد میاں حمادی نے کی' کنونشن بعد نماز جمعہ تا بعد نماز عشاء جاری رہا۔ کنونشن کے پہلے سیشن میں عہدیداروں سمیت تمام مجاہدین ختم نبوت نے گزشتہ تین مہینوں کی اپنی کارگزاری سنائی اور کمی و سستی پر اپنا محاسبہ کیا۔ کنونشن میں گزشتہ کنونشن میں طے شدہ پروگرام کو بحال رکھا گیا کہ تمام مجاہدین بعد نماز ظہر تا عشاء روزانہ دفتر ختم نبوت میں آکر کسی بھی وقت اپنی حاضری یقینی بنائیں گے اور اپنے علاقے کی مساجد میں باقاعدہ ہفتہ وار بعد نماز عشاء باہمی ملاقات کا سلسلہ بھی بحال رکھیں گے۔ اس کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ علامہ ابوطلحہ محمد راشد مدنی نے تجویز دی کہ قادیانیوں کی حالیہ ارتدادی سرگرمیوں کے پیش نظر ضروری ہو چکا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان بچانے اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے باقاعدہ ایک جماعت کی شکل میں ہفتہ میں ایک دن نکالیں اور اپنے خرچ پر سندھ بھر کے کسی بھی شہر' دیہات یا گاؤں کی مساجد میں جا کر رہیں اور ہر نماز کے بعد وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور اسلام دشمنیوں سے ان مسلمانوں کو آگاہی دیں اور باقاعدہ اس متعلقہ شہر یا گاؤں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ قائم کریں۔ علامہ محمد راشد مدنی کے اس مشورے کو نہ صرف ساتھیوں نے سراہا بلکہ اس پر جلدی عملدرآمد کا کہا اور ہر ساتھی نے وقت دینے کا عہد کیا' یوں یہ جماعت دس ساتھیوں پر مشتمل ہر ہفتہ کسی نہ کسی گاؤں میں لے جانے کا بھی فیصلہ کیا گیا' مگر اس کے طریقہ کار کے لئے مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کر لیا گیا ہے' بعد نماز عصر علامہ ابوطلحہ محمد راشد مدنی نے مجاہدین ختم نبوت کی کثیر تعداد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت مسلمانوں کو آپس میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے' مسلمان آپس کے انتشار کی وجہ سے اصل دشمن کو پہچان نہ سکے' استاذ محترم مفتی عتیق الرحمٰن کی شہادت ہو یا اس سے قبل شہدائے ختم نبوت کی شہادتیں ان سب کے قتل میں قادیانی ملوث ہیں' پھر استعمال کوئی بھی شخص ہوا ہو' مفتی عتیق الرحمٰن کی شہادت میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مفتی صاحب حکومت کی جانب سے شیعہ سنی فسادات کے خاتمے کے لئے بلائے گئے سنیوں کے علماء وفد میں مفتی صاحب سرفہرست تھے اور فرقہ واریت کے حوالے سے ان کی تجاویز قابل و مقبول تھیں اور ملک میں صرف ایک ٹولہ ہے قادیانیت کا جو ملک میں شیعہ' سنی' بریلوی' دیوبندی فسادات کا خواہاں ہے' اسے مفتی عتیق الرحمٰن کا یہ کردار کس طرح بھاتا اور آخر مفتی صاحب کو اس اقدام کے بعد ہی کیوں شہید کیا گیا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی یقین دہانی کراتی ہیں کہ مفتی صاحب سمیت تمام علماء کے قتل میں صرف اور صرف قادیانی ملوث ہیں' ان کے خطاب کے بعد مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز عالم دین سفیر ختم نبوت علامہ احمد میاں حمادی نے مجاہدین ختم نبوت کو نصیحتیں فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمام مجاہد تحفظ ختم نبوت کا کام لگن اور دلجمعی سے کریں اور اس بات کے یقین کے ساتھ کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ حضور اقدس کی ذات کا تحفظ ہے اور اس کام کی اہمیت آنکھ بند کرنے کے بعد یعنی قبر میں جانے کے بعد پتا چلے گا' انہوں نے فرمایا کہ ہارون رشید کے زمانے میں ایک مجذوب تھا' اس کا نام بہلول تھا' وہ مٹی کے محل بنایا کرتا تھا تو خلیفہ ہارون رشید کی بیوی کا وہاں سے گزر ہوا' اس نے اس مجذوب سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ مجذوب نے جواب دیا کہ یہ جنت کے محل ہیں' پوچھنے پر اس کی قیمت چند درہم بتائی' خلیفہ کی بیوی نے فوراً درہم اس کے ہاتھ پر رکھ کر مٹی کا بنا محل لے لیا' ہارون نے جب پوچھا تو بیوی نے کہا یہ جنت کا محل ہے' جو میں خرید کر لائی ہوں یہ سن کر خلیفہ ہنسا اور اس کا تمسخر کرنے لگا' مگر عجب اتفاق جب رات کو بادشاہ سویا اسے جنت کی خواب میں زیارت ہوئی تو اس میں واقعی اس نے اپنی بیوی کا محل دیکھا' صبح اٹھ کر وہ بہلول مجذوب کے پاس پہنچا تو اس سے ایک مٹی کے محل کی قیمت معلوم کی تو اس نے کہا کہ ایک گھر کی قیمت پوری بادشاہت ہے' بادشاہ نے کہا کہ کل تو میری بیوی کو چند دراہم میں دے دیا اور آج اس کی قیمت بادشاہت ہوگئی؟ مجذوب نے جواب دیا کہ ہاں! کل اس نے بن دیکھے سودا کیا اور تو خواب میں دیکھ آیا ہے' یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت حمادی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب دیگر مسلمان دیکھیں گے تو انہیں ختم نبوت کے کام کی قیمت کا پتا چل جائے گا' مگر اس وقت کی قیمت ادا نہ کر پائیں گے' اس لئے اپنی جان و مال' عزت و آبرو' عزیز و اقارب سے بڑھ کر اس کام کو اہمیت دیں' اپنے

چھوٹے چھوٹے بچوں کو یہ سکھائیں کہ نبی پر جان دے دینا کسی قادیانی سے پانی کا گھونٹ نہ لینا' انشاء اللہ یہ دو باتیں اگر ہم نے اپنے بچوں کے دل میں بٹھا دیں تو کافی حد تک فتنۂ قادیانیت کا سد باب ہو سکے گا' ان کے بعد مفتی محمد طاہر مکی نے اجلاس کے حوالے سے قراردادیں اور حتمی فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ حکومت علماء کا تحفظ یقینی بنائے اور ہمارے محترم استاد مفتی عتیق الرحمٰن کے قاتل قادیانیوں کو فی الفور گرفتار کرے' قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں پر پابندی لگائے' توہین رسالت کے مقدمات جلدی نمٹائے جائیں۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی پریس اور نشر واشاعت کے ناظم جناب محمد عمران قائم خانی کے کراچی شفٹ ہو جانے کی وجہ سے عالمی مجلس کی مجلس عاملہ حکیم حفظ الرحمٰن' محمد اعظم قریشی' علامہ ابوطلحہ مدنی' ماسٹر محمد سلیم مدنی نے ان کی جگہ پر ناظم نشر واشاعت کے لئے مجلس کے سرگرم مجاہد ختم نبوت حافظ محمد فرقان بسطامی انصاری کو نامزد کر دیا' جس پر تمام مجاہدین نے مسرت کا اظہار کیا بعد نماز عشاء حضرت اقدس علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ العالیہ کی دعا سے تربیتی کنونشن کا اختتام ہوا۔

سانحہ ارتحال

ٹنڈو آدم (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے دو مجاہدین کو صدمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے کارکن عبدالقیوم انصاری کی جواں سال شادی شدہ بچی دودھ پیتا بچہ چھوڑ کر انتقال کر گئیں' جبکہ ایک اور سینئر کارکن دائم الدین ابڑو کے بڑے بھائی محمد سلیمان ابڑو بھی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائد امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ العالی' حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا سعید احمد جلال پوری' مفتی محمد ارشد مدنی' رانا محمد انور کے علاوہ مقامی امیر حکیم حفظ الرحمٰن' ناظم اعلیٰ محمد اعظم قریشی' خازن ماسٹر سلیم مدنی' ناظم نشر واشاعت حافظ محمد فرقان بسطامی' مرکزی مبلغ علامہ ابوطلحہ محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حافظ محمد زاہد حجازی' حافظ محمد طارق اور قاری بہاؤالدین بالیجوی سمیت تمام مجاہدین ختم نبوت نے مرحومین کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی اور پسماندگان سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کیا۔

ہر مسلمان کو قادیانیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے: مولانا محمد اکرم طوفانی

سرگودھا (پ ر) مورخہ ۱۸/ اپریل کو دفتر ختم نبوت سرگودھا میں شبان ختم نبوت اسٹوڈنٹس کا ماہانہ اجلاس ہوا' جس کی صدارت مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب کر رہے تھے۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نور محمد صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا نے کہا کہ قادیانی جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں' پکے کافر' بے ایمان' مرتد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ختم نبوت کے منکر' اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دیتے ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں' خاتم النبیینؐ کی توہین کرتے ہیں' اس لحاظ سے یہ کائنات کے بڑے کافر ہیں' کسی کافر نے اتنی توہین نہیں کی۔ مولانا مفتی شاہد مسعود جنرل سیکریٹری نے کہا کہ موجودہ دور میں عریانی وفحاشی کو فروغ قادیانیوں نے دیا ہے' اتنا کسی اور نے نہیں دیا۔ قادیانیوں کے پاس اور کوئی حربہ نہیں جس سے وہ ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنائیں۔ وہ صرف فحاشی اور عریانی کے ذریعے ہمارے نوجوانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں' انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ کوئی قادیانی' مرزائی آپ کے محلہ میں فحاشی وعریانی کی آڑ میں اپنی تبلیغ کرتا ہو تو ہمیں فوراً آگاہ کریں تاکہ اس کو قانونی طریقہ سے روکا جا سکے۔ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب نے کہا کہ آج کل اخلاق کے نام پر ملت کفر کو انتہائی پیار اور محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بے شک حضورؐ کا ارشاد ہے: "الکفر ملۃ واحدۃ" لیکن جب قادیانیوں اور مرزائیوں کے کفر پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو تاریخ میں ان جیسا کفر بابا آدم علیہ السلام کے دور سے نظر نہیں آتا' گویا کہ مرزائی جس قدر کفر میں بے مثال ہیں' سادہ لوح مسلمانوں خصوصاً ہمارے نوجوان طبقہ ان کے جعلی اخلاق اور پیار ومحبت کے نقلی انسانوں سے متاثر ہو کر قادیانیوں کو باقی کافروں پر ترجیح دیتے ہیں اور ان کے ساتھ تعلقات استوار کر لیتے ہیں۔ مولانا طوفانی نے کہا کہ مرزائیوں سے ہر قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ ہر مسلمان کو قادیانیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے' اس کے بعد مولانا طوفانی نے دعا کرائی اور پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا اس پروگرام میں اسکول' کالج اور دینی مدارس کے دو صد سے زیادہ طلباء اور نوجوانوں نے شرکت کی۔ دریں اثنا جامع مسجد سراج المساجد جناح کالونی سرگودھا میں نماز جمعہ سے قبل اپنے خطاب میں فرمایا: دنیا میں آج کل محبت کا باب تو ہر طرف کھلا ہوا ہے' خصوصاً قادیانیوں نے اپنی طرف سے ایک لایعنی فارمولا گھڑا ہوا ہے: "محبت ہر کسی سے نفرت کسی سے نہیں" ان کی زندگیوں میں ان کے شہروں میں' ان کے محلوں میں' ان کے افراد میں آسانی دیکھا جا سکتا ہے لیکن قادیانیوں کے اس فارمولا میں منافقانہ پن پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو اللہ کی مخلوق کو گمراہ اور مرتد بنانے

کے لئے یہ فارمولا استعمال کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ کیسے خوش اخلاق، باذوق اور محبت کرنے والے لوگ ہیں جبکہ ان کے گرو گھنٹال مرزا قادیانی کے ملفوظات، گالیاں، بکواسات اس کی کتابوں میں پڑھیں تو اس سے محبت تو کیا، خدا کی قسم! نفرت بھی اس سے نفرت کرے۔ مولانا طوفانی نے شبان ختم نبوت یونٹ کا بھی افتتاح کیا اور کثیر تعداد میں ختم نبوت کے جیالوں نے رکن کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ ان کی طرف سے ٹی وی جلانے کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا طوفانی نے اپنے ہاتھ سے ٹی وی کو آگ لگائی۔ یونٹ کے سرپرست اعلیٰ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ہمارا قادیانیت اور فحاشی و عریانی کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔

مولانا محمد اسحاق ساقی پر قادیانی شرپسند غنڈوں کا حملہ

چیچہ وطنی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسحاق ساقی پر شرپسند قادیانی غنڈوں کا حملہ، کھلی دہشت گردی ہے۔ مولانا پر تشدد اور ان کے ساتھ قادیانیوں کا غیر انسانی سلوک "جماعت احمدیہ" کے دہشت گرد تنظیم ہونے کی غمازی کرتا ہے۔ ہم یہ حملہ اور تشدد قادیانیوں کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، حافظ محمد اصغر عثمانی اور قاری عبدالجبار نے مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ بہاولپور کی ضلعی و مقامی انتظامیہ نے حملہ آوروں اور دہشت گرد قادیانی ملزمان کو گرفتار کرکے ان پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمات نہ چلائے اور بہاولپور اور حاصل پور سمیت پورے ملک میں مساجد کی طرز پر قادیانی عبادت گاہوں کی تعمیر نہ روکی گئی تو پیش آمدہ تمام تر صورتحال کی ذمہ داری شرپسند قادیانیوں اور ضلعی انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ہمیشہ امن و آشتی کا درس دیا ہے لیکن قادیانیوں کی طرف سے اس طرح کے واقعات کارکنان ختم نبوت کو راست اقدام پر مجبور کررہے ہیں حکومتی ارکان اس پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کی بجائے شدت پسند قادیانیوں کو لگام ڈالیں۔ انہوں نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مذکورہ واقعہ کا اور ملک بھر میں بڑھتی ہوئی قادیانی غنڈہ گردی کا از خود نوٹس لیں۔ انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مشائخ، علمائے کرام، دینی و سیاسی جماعتوں اور سماجی تنظیموں سے رابطے کرلئے ہیں اور ۲۴/ جون کو جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں ملک بھر کی مساجد میں قادیانی دہشت گردی اور ضلع بہاولپور کی انتظامیہ کی قادیانیت نوازی اور جانبداری کے خلاف مذمتی قراردادوں کے ذریعے بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔

دس روزہ فہم القرآن کورس کا انعقاد

گوجرانوالہ (پ ر) جامع مسجد فاروقیہ ریلوے روڈ قاسم ٹاؤن گوجرانوالہ میں پندرہ روزہ فہم القرآن کورس ہوا، جس میں روزانہ مختلف موضوع پر علماء کرام کے بیانات ہوئے، مشہور علماء کرام نے اس کورس میں بیان کیا: مولانا زاہد الراشدی، قاضی حمید اللہ خان، مولانا حمید الدین اشرفی اور صوفی عبدالحمید خان سواتی۔ ۲۰/ جمادی الاولیٰ کو بعد نماز مغرب عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر بیان تھا، اس موضوع پر بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی نے تقریباً ایک گھنٹہ تک مولانا کا بیان ہوا، مولانا نے بیان میں کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ، ان اجماعی عقائد میں سے ایک ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کی ایک سو آیات کریمہ اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ دو سو احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اہل محلہ کی بہت بڑی تعداد اس بیان میں موجود تھی اور طالب علم بھی تھے آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ مولانا محمد فیاض مدنی نے ان کے سوالوں کے جوابات دیئے۔

ضلع بٹگرام ہزارہ ڈویژن میں دورۂ مبلغین ختم نبوت

مانسہرہ (نامہ نگار: حافظ ظہور احمد عثمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی محمود الحسن اور مولانا ذوالفقار احمد طارق ہزارہ ڈویژن کے پانچ روزہ دورہ پر تشریف لائے۔ ۱۰/ جون جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد اور مولانا محمود الحسن نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ ڈگی اور مولانا ذوالفقار احمد طارق نے مقامی امیر مولانا رفیق الرحمٰن کی مسجد میں دیا۔ جس سے مانسہرہ میں ہزاروں افراد نے استفادہ کیا۔ ۱۱/ جون بٹگرام میں ظہر کی نماز کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ مین بازار میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور مسلمانوں کی ذمہ داری کے عنوان پر خطاب کیا، جبکہ مولانا محمود الحسن نے جامع مسجد دارالسلام، مولانا ذوالفقار احمد طارق نے جامع مسجد

کوٹ میں خطاب کیا۔ نماز عصر کے بعد مولانا شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد نزد پیٹرول پمپ' مفتی محمودالحسن جامع مسجد (محکمہ جنگلات) عمر فاروق اور مولانا ذوالفقار احمد طارق نے تھانہ والی مسجد میں بیان کیا۔ نماز مغرب کے بعد جامع مسجد اجمیرا میں صرف مولانا شجاع آبادی کا بیان ہوا' بٹگرام مجلس کے امیر مولانا نجم الدین نے بتلایا کہ ہمارے آباؤ اجداد میں یہ مشہور چلا آ رہا ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کا قافلہ جب بالاکوٹ کے لئے روانہ ہوا ہے تو کچھ دیر یہاں بھی قیام ہوا۔ نماز عشاء کے بعد اسی گاؤں (اجمیرا) کی جامع مسجد اسامہ بن زیدؓ میں مفتی محمودالحسن کا خطاب ہوا اور اگلے روز اسی مسجد میں مولانا ذوالفقار طارق کا بیان ہوا۔ بانیان بٹگرام سے چودہ/ ایں کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے' بڑا مردم خیز گاؤں ہے۔ استاذ الکل مولانا رسول خانؒ اسی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور کچھ عرصہ دارالعلوم میں استاذ بھی رہے اور ایک عرصہ تک جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث رہے اللہ پاک نے عالمانہ وقار اور وجاہت سے سرفراز فرمایا تھا۔ مولانا عبدالمتین فاضل دیوبند بھی اسی بستی کے مکین تھے۔ مرحوم جامعہ ہاشمیہ سجاول سندھ' تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی' جامعہ عربیہ چنیوٹ میں بھی استاذ رہے' وضع دار انسان تھے' تقسیم کے بعد بٹگرام جو پہلے قبائلی علاقہ تھا' جہاں کے خان اپنے آپ کو خدائی کے منصب پر فائز سمجھتے تھے اور عوام الناس پر بڑے مظالم ڈھاتے تھے' مولانا عبدالمتین کی تحریک پر اس کا الحاق پاکستان سے ہوا۔ الحمدللہ! اس وقت بٹگرام کا پورا علاقہ اہل السنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا ہے اور سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام اور مذہب طور پر تبلیغی جماعت کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ بانیان میں ضلع بٹگرام مجلس کے امیر مولانا نجم الدین کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عبداللہ احمد آباد بٹگرام نے پشتو زبان میں نعتیہ کلام پیش کیا اور وفد کا تعارف کرایا' جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تفصیلی خطاب ہوا۔ مولانا شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت' مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء دیوبند کی عظیم الشان خدمات اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نصف صدی سے زائد خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے بتلایا کہ ایک وقت تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کے سروں پر دستار فضیلت اس وقت تک نہیں رکھی جاتی تھی جب تک ان سے عہد نہ لے لیا جائے کہ وہ فراغت کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کا تعاقب کریں گے' انہوں نے کہا کہ جب کسی علاقہ میں کوئی وبا پھوٹ اٹھے یا امکان ہو تو حفاظتی انجکشن اور اسپرے کرایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی امریکی سنڈی ہیں ان کے اثرات ختم کرنے کے لئے عام اسپرے کام نہیں کرتا۔ ان کے لئے ختم نبوت کا اسپرے کرایا جاتا ہے اور ہم تمہارے علاقہ میں اس سنڈی کے خاتمہ کے لئے خاص قسم کا اسپرے لے کر آئے ہیں اور انشاء اللہ العزیز ختم نبوت کا اسپرے قادیانی سنڈی کے خاتمہ کا باعث ہوگا۔ بانیان میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرنے سے پہلے ایک نکاح کی تقریب میں بھی شرکت ہوئی' جہاں جنرل ضیاء الحق کی کابینہ کے اور کشمیر کے وزیر حاجی فقیر محمد سے ملاقات ہوئی' موصوف نے بٹگرام میں وفد کی تشریف آوری کو سراہا۔ یوں یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔ مقامی علماء کرام نے وفد سے فرمائش کی کہ وہ کوہستان کا دورہ بھی کریں۔ وفد نے اگلے دورہ پر کوہستان کے لئے وعدہ کیا۔ یوں دو دن کے دورہ کے بعد مبلغین ختم نبوت مانسہرہ سے واپس تشریف لے آئے۔ بٹگرام کے تبلیغی دورہ کی نصرت کے لئے مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے خادم حافظ ظہور احمد عثمانی بھی تشریف لے گئے۔ دریں اثناء مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے خطیب مولانا مفتی وقار الحق عثمانی نے شنکیاری کے علاقہ میں قائم جامعہ عمر بن خطابؓ کا وزٹ رکھا۔ چنانچہ مفتی صاحب کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا ذوالفقار طارق اور حافظ ظہور احمد عثمانی سمیت کئی ایک احباب مدرسہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے' یہ مدرسہ مولانا قاری محمد طیب نقشبندیؒ نے شروع کیا' جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ تھے۔ مدرسہ کی تعمیر' نظم ونسق' صفائی ستھرائی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مولانا شجاع آبادی نے کتاب الدرا میں لکھا کہ اگر یہ مدرسہ نہ دیکھتے تو دورہ نامکمل رہتا۔ مدرسہ بنات میں عالیہ (دورۂ حدیث شریف) میں ۵۳ اور دوسرے درجات میں ۱۹۱ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ششماہی امتحان کی وجہ سے ہاسٹل خالی تھا۔ ہاسٹل کی صفائی اور کتابوں کی خوبصورت انداز میں سجاوٹ کو دیکھ کر اس طرح محسوس ہو رہا تھا کہ یہ شنکیاری نہیں بلکہ سعودی عرب کا کوئی علاقہ ہے۔ اس وقت مدرسہ کا نظم ونسق مولانا نقشبندیؒ کے چھوٹے بھائی قاری محمد طاہر کے پاس ہے جو صالح اور منتظم آدمی ہیں۔ قبل ازیں مبلغین کی علاقہ کے شیخ طریقت مولانا عبدالحی نقشبندی مدظلہ سے ملاقات کرائی گئی۔ مولانا شجاع آبادی نے مجلس کی کارکردگی اور دورہ کے مقاصد حضرت کے سامنے رکھے اور دعا کی درخواست کی۔ موصوف نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور رقت آمیز دعا کرائی۔

سب سے عظیم مذہب اسلام ہے ہمارا

مولانا سیّد محمد ثانی حسنیؒ

سب سے عظیم مذہب اسلام ہے ہمارا
کہتے ہیں جس کو مسلم وہ نام ہے ہمارا

آنکھوں کا نور ہے وہ دل کا سرور ہے وہ
اس کے ہی دم قدم سے آرام ہے ہمارا

ورد زباں ہمارے ہے لا الٰہ الا اللہ
سارے جہاں کو بس یہ پیغام ہے ہمارا

آتش کدوں کو ہم نے اک گلستان بنایا
مردہ جہاں پہ اتنا انعام ہے ہمارا

نجد و حجاز و سوڈان' ترکی عراق و اردن
مصر و یمن ہمارے اور شام ہے ہمارا

کیا روس کیا بخارا کیا ہند و چین روما
نقشِ قدم ہویدا ہر گام ہے ہمارا

چاہے جہاں رہیں ہم چاہے جسے اٹھائیں
ہر بزم ہے ہماری ہر جام ہے ہمارا

کس کی مجال و جرأت نام و نشاں مٹائے
کندہ ہر ایک ذرہ پہ نام ہے ہمارا

سیکھا نہیں ہے ڈرنا اہل غرور سن لے
ایمان اور یقیں پہ انجام ہے ہمارا

ہر جان و مال دل سے اسلام پہ فدا ہیں
دل سے عزیز ہم کو اسلام ہے ہمارا

فرما گئے یہ ہادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام

لا نبی بعدی

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء، پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس

داخلے یکم تا ۴ شعبان

بتاریخ ۵ تا ۲۵ شعبان ۱۴۲۶ھ بمطابق 10 تا 30 ستمبر 2005ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائیگا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/514122